مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

اپریل/2026ء

اس شمارہ میں خاص

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام و مرتبہ
- اسلام میں جنگوں کے اصول

عثمان آباد مہاراشٹر کی طرف سے وقار عمل کے انعقاد کی تصویر

محمود آباد، کشمیر کی طرف سے فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد

جمشید پور، جھارکھنڈ کی طرف سے خدمت خلق کے تحت غرباء میں پھلوں کی تقسیم

غنچہ پاڑا، اوڈیشہ کی طرف سے والی بال ٹورنامنٹ کے انعقاد کی تصویر

آسنور، کشمیر کی طرف سے یوم مسیح موعود علیہ السلام کے موقع پر کوئز اور جلسہ کا انعقاد

مجلس اطفال الاحمدیہ محمود آباد، اوڈیشہ کی طرف سے شجر کاری کا انعقاد

شورت کشمیر کی طرف پبلک پارک میں وقار عمل کا انعقاد

چنتہ کنٹہ، حیدر آباد کی طرف سے وقار عمل کا انعقاد

ماہنامہ از قادیان دارالامان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

اپریل/2026ء
شوال،ذوالقعدہ 1447 ہجری قمری
شہادت 1405 ہجری شمسی

نگران

نیاز احمد نائک
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

نیاز احمد نایک

نائب ایڈیٹر

فواد احمد ناصر ،احسان علی اوکے
مصور احمد مسرور

مینیجر

مدثر احمد گنائی

مجلس ادارت

بلال احمد آہنگر ،مرشد احمد ڈار،
سید گلستان عارف

مقام اشاعت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 220روپیہ،بیرون ملک:: 50 1 $
قیمت فی پرچہ:20روپیہ

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی ﷺ	3
کلام الامام المہدیؑ/ امام وقت کی آواز	4
خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 18/ جولائی 2025ء	5
اسلام میں جنگوں کے اصول	8
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام و مرتبہ	11
گوشۂ ادب	17
بنیادی مسائل کے جوابات	18
فتاویٰ حضرت مصلح موعودؓ	22
Diary Dose	23
بزم اطفال	24
ملکی رپورٹس	26
Health & Fitness	27
سائنس کی دنیا	28
Rules of Engagement in Islam vs Modern Warfare in Gaza and Iran	32
The Acceptance of Prayer and My Personal Experience	35
Summary of the Friday Sermon	40

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. Editor: Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

دورِ جدید میں پامالِ انسانیت اور امن کی پکار

آج کا انسانی شعور جس دور سے گزر رہا ہے، اسے اگر تاریخ کا سیاہ ترین باب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ایک طرف جمہوریت اور انسانی حقوق کے غلغلے ہیں، تو دوسری طرف فلسطین و مشرقِ وسطیٰ میں بہتا معصوم لہو ان دعووں کا منہ چڑا رہا ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کے گٹھ جوڑ نے جس طرح عالمی امن کو داؤ پر لگایا ہے، اس کے پیچھے کوئی اخلاقی مقدمہ نہیں بلکہ صرف وسائل پر قبضے کی وہ استعماری ہوس ہے جس نے عالمی ضمیر کو مفلوج کر دیا ہے۔

اس سنگین صورتحال میں جماعتِ احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی وہ بصیرت افروز وارننگز آج ایک بھیانک حقیقت بن کر سامنے آرہی ہیں جو وہ گذشتہ دو دہائیوں سے دنیا کو دے رہے ہیں۔ حضورِ انور نے دنیا کے طاقتور ایوانوں، بشمول امریکی کانگریس اور برطانوی پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر بارہا متنبہ کیا تھا کہ اگر عالمی طاقتوں نے عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہ کیے اور کمزور قوموں کا استحصال بند نہ ہوا، تو دنیا ایک ایسی تباہ کن عالمی جنگ کے دہانے پر پہنچ جائے گی جہاں سے واپسی ممکن نہ ہوگی۔ آج اسرائیل کی وحشیانہ کارروائیاں اور بڑی طاقتوں کی پشت پناہی ثابت کر رہی ہے کہ دنیا نے ان انتباہات کو نظر انداز کر کے اپنی ہی بربادی کا سامان کیا ہے۔

اسلام کی تعلیمات اس وحشت کے مکمل برعکس ہیں۔ جہاں آج کی 'مہذب ریاستیں ہسپتالوں اور پناہ گزین کیمپوں کو نشانہ بنانا اپنا حق سمجھتی ہیں، وہاں اسلام نے چودہ سو سال قبل جنگ کے وہ ضوابط طے کیے تھے جن میں غیر مسلح افراد، عورتوں، بچوں اور یہاں تک کہ درختوں اور عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا بھی حرام قرار دیا گیا۔ قرآنِ کریم کا یہ زریں اصول کہ ''کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل چھوڑنے پر نہ ابھارے''، آج کے اس دورِ فتن میں قیامِ امن کی واحد کنجی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک دنیا 'طاقت ہی حق ہے (Might is Right) کے فلسفے پر چلتی رہے گی، انسانیت سسکتی رہے گی۔ حضورِ انور کی مسلسل پکار کہ ''عدل کے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا''، آج ہر اس شخص کی آواز بن چکی ہے جو دنیا کو تیسری عالمی جنگ کی ہولناکیوں سے بچانا چاہتا ہے۔ وقت آگیا ہے کہ استکباری قوتیں اپنی روش بدلیں، ورنہ جب خدا کا ہاتھ اٹھتا ہے اور تاریخ کا پہیہ جب پلٹتا ہے تو پھر مادی طاقت کے بڑے بڑے بت ریت کے ڈھیر ثابت ہوتے ہیں۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سَدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے
بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

(اخبار ''الفضل'' ۱۳ جنوری ۱۹۲۸ء)

فواد احمد

اَلْقُرْاٰنُ الْکَرِیْمُ

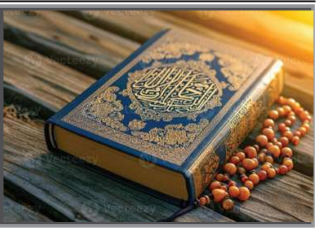

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (سورۃ الصّف آیت نمبر 9)

اردو ترجمہ:

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں، اور اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے چھوڑے گا خواہ کافر (لوگ) کتنا ہی ناپسند کریں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’یہ ایک ایسی سورۃ ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پڑھ کر کسی احمدی کا دل دھڑکنے سے رک سکتا ہے۔ انسان کو جب عظیم الشان خوشی نصیب ہوتی ہے تو اس کا دل اچھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رنج کے موقع پر ہوتا ہے اور یہ فطرت کا تقاضا ہے، کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔ چونکہ اس سورۃ میں ہمارے احمد علیہ السلام (خدا کے ہزاروں ہزار درود اس پر ہوں) کا اور ہم احمدیوں کا ذکر ہے اس لیے یہ تقاضائے فطرت ہمارا خوش ہونا ایک جائز امر ہے۔ مجھے اس سورۃ کے متعلق خدا تعالیٰ نے ایسے دلائل سمجھائے ہیں کہ اگر کوئی انصاف سے کام لے تو ہمارے دعوے کے سچا ہونے میں اس کو ذرا بھی شک وشبہ نہیں ہوسکتا اور وہ ان دلائل کے سچا ہونے سے ہرگز انکار نہیں کرسکتا۔‘‘

(الفضل، 18 اپریل 1914، صفحہ 5)

إِنْفَاخُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ، فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ مِنَ الإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالْمَعَاصِي حِمَى اللَّهِ، مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال بھی کھلا ہوا ہے اور حرام بھی ظاہر ہے لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ پس جو شخص ان چیزوں کو چھوڑے جن کے گناہ ہونے یا نہ ہونے میں شبہ ہے وہ ان چیزوں کو تو ضروری ہی چھوڑ دے گا جن کا گناہ ہونا ظاہر ہے لیکن جو شخص شبہ کی چیزوں کے کرنے کی جرات کرے گا تو قریب ہے کہ وہ ان گناہوں میں مبتلا ہو جائے جو بالکل واضح طور پر گناہ ہیں (لوگو یاد رکھو) گناہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ ہے جو (جانور بھی) چراگاہ کے اردگرد چرے گا اس کا چراگاہ کے اندر چلا جانا غیر ممکن نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لاَ يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلاَلِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے ہے۔

کَلَامُ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ ؑ

سید نا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر ایک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے ایک فتح مند جرنیل کی حیثیت سے اسلام کے مخالفین کا منہ بند کروایا۔ نہ صرف براہین و دلائل سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات اور نشان دکھا کر بھی وہ باتیں دنیا کے سامنے رکھیں، وہ پیشگوئیاں فرمائیں جو سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی اور نہیں جان سکتا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ پیشگوئیاں جو خدا تعالیٰ سے خبر پا کر آپ نے کی تھیں، اللہ تعالیٰ کے کس قدر عظیم تائیدی نشانات کے ساتھ پوری ہوئیں۔ آپ کو اسلام کا کس قدر درد تھا اور اسلام کے مخالفین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گرانے والوں کو کس طرح آپ مخاطب کر کے سمجھاتے تھے اور پھر خدا کے حضور کس تڑپ سے ان مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ اس کا اظہار آپ کی سیرت میں جو صحابہ نے لکھی ہے، اس سے بھی ملتا ہے۔ آپ کی کتب اور متفرق لٹریچر میں بھی اس کا خوب خوب اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے تائیدی نشانوں کے لئے بھی آپ کی بیشمار دعائیں ملتی ہیں۔ اپنی بڑائی کے لئے نہیں بلکہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ثابت کرنے کے لئے آپ میں ایک تڑپ تھی، ایک لگن تھی جس کی وجہ سے آپ دعائیں کیا کرتے تھے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 / فروری 2012ء)

خطبات و خطابات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸؍جولائی ۲۰۲۵ء بمطابق ۱۸؍وفا ۱۴۰۴ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج بھی فتح مکّہ کے واقعات کی مزید تفصیل بیان کروں گا۔

آپؐ کے مکّے میں قیام کے متعلق اختلاف ہے۔ بخاری میں درج روایت کے مطابق آپؐ مکے میں انیس ۱۹ دن ٹھہرے۔ آپؐ دو رکعت نماز پڑھتے، یعنی قصر کرتے تھے۔ بعض روایات میں ۱۷، ۱۸ یا ۱۵؍دن کا تذکرہ بھی ہے۔

بعض مستشرقین نے بھی فتح مکہ کے متعلق اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً ولیم میور جو ایک مشہور مستشرق ہے۔ اس کا تعلق سکاٹ لینڈ سے تھا۔ وہ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب دی لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ماضی کے تمام پرانے قصوروں کو معاف کرنا اور اُن کی تمام چھوٹی بڑی تکالیف کو فراموش کر دینا دراصل آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اپنے فائدے کے لیے تھا لیکن اس کے لیے ایک بڑے اور گداز دل کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسی طرح ولیم منٹگمری، جو ایک سکاٹش مستشرق تھا اور اس نے اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت سخت باتیں کی ہیں وہ کہتا ہے کہ مکّہ کے رؤساء کو مسلمان ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا، یہ رؤساء اور دیگر بہت سے لوگ کفر پر قائم رہے۔ سب سے بڑھ کر وہ مہارت جس کے ساتھ انہوں نے (یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) اپنی سربراہی میں موجود اتحاد کو سنبھالا اور تقریباً تمام افراد کو یہ احساس دلایا کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جا رہا ہے اس چیز نے اسلامی معاشرے میں ہم آہنگی، اطمینان اور جوش کے جذبات کو نمایاں کر دیا۔

پھر ایک مستشرق ہے آرتھر گلمے اس کا تعلق امریکہ سے تھا، وہ کہتا ہے کہ:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ بات بے حد تعریف کے لائق ہے کہ جس موقع پر ماضی کے مکینوں کے مظالم کی یاد آپ کو انتقام لینے پر اُکسا سکتی تھی، آپ نے اپنی فوج کو ہر قسم کی خون ریزی سے منع فرمایا اور عاجزی اور خدا تعالیٰ کے شکر کا ہر ممکن اظہار کیا۔

ایک خاتون مستشرق، روتھ کرینسٹن کا تعلق بھی امریکہ سے تھا۔ وہ لکھتی ہے کہ سال ۶۳۰ء کے آغاز میں ایک دن وہ شخص جسے صرف دس سال پہلے شہر سے پتھر مار کر نکال دیا گیا تھا اور جسے مذاق کا نشانہ بنایا گیا تھا، اب اپنے دس ہزار تجربہ کار سپاہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا تھا کہ کسی کو قتل نہ کیا جائے، شہریوں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کیا جائے۔

کیرن آرم سٹرانگ برطانیہ کی ایک اچھی مستشرق ہیں، عام طور پر بڑے انصاف سے لکھنے والی ہیں وہ اپنی کتاب میں لکھتی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خون ریز انتقام لینے کی کوئی خواہش نہیں

تھی، کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اور نہ ہی ایسا لگتا ہے کہ کسی پر کوئی دباؤ ڈالا گیا۔ محمد (ﷺ) مکہ اس لیے نہیں آئے تھے کہ قریش کو ظلم وستم کا نشانہ بنائیں، بلکہ اس لیے آئے تھے کہ اس مذہب کو ختم کردیں جو اُن کے لیے ناکام ثابت ہوا تھا۔

مکے کی فتح کے ذریعے محمد (ﷺ) نے نبوت کے اپنے دعوے کو سچ ثابت کردیا۔ یہ فتح بغیر کسی قسم کی خون ریزی کے حاصل ہوئی تھی اور محمد (ﷺ) کی پُرامن پالیسی کامیاب رہی۔ چند ہی سالوں میں مکے میں بُت پرستی کا خاتمہ ہوگیا اور عکرمہ اور سہیل جیسے سخت ترین مخالفین مخلص اور پُرجوش مسلمان بن گئے۔

فتح مکہ کی تفاصیل میں عبداللہ بن ابی سرح کے قبولِ اسلام کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

یہ شخص پہلے مسلمان تھا، کاتبِ وحی بھی تھا۔ لیکن اسے ٹھوکر لگی اور یہ مرتد ہوکر مکہ آ گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا اُن میں عبداللہ بن ابی سرح کا نام بھی تھا، مگر حضرت عثمانؓ نے اسے پناہ دے دی اور وہ آپؓ کے گھر میں کہیں چھپا رہا۔ ایک روز جب آپؐ بیعت لے رہے تھے تو حضرت عثمانؓ اسے بھی لے آئے۔ آنحضور ﷺ نے کچھ دیر تو تامل فرمایا اور پھر اس کی بیعت لے لی۔ یہ بعد میں مصر کے گورنر بھی رہے اور افریقہ کے ایک علاقے کو فتح کرنے والے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی تھے مگر آپؓ کی شہادت کے بعد فتنوں سے الگ ہوگئے تھے۔ ذکر آتا ہے کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ ان کا آخری عمل نماز ہو چنانچہ ایک روز صبح کی نماز کے وقت سلام پھیرتے ہوئے ان کی وفات ہوگئی۔

عکرمہ بن ابوجہل کو بھی یقین تھا کہ اسے ضرور سزا ملے گی۔ چنانچہ اس نے بھی سمندر کے راستے سے یمن جانے کا فیصلہ کیا۔ اس کی بیوی ام حکیم نے اسلام قبول کرلیا تھا، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ عکرمہ کو خطرہ ہے کہ آپؐ اسے قتل کروا دیں گے آپؐ اسے امان دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ امان میں ہے۔ چنانچہ عکرمہ کی بیوی اس کے پاس پہنچی اور اسے کہا کہ مَیں تمہارے پاس اُس انسان کی طرف سے آئی ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ جوڑنے والا اور لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور لوگوں میں سب سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ تُو اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈال کیونکہ مَیں تمہارے لیے امان طلب کرچکی ہوں۔ چنانچہ عکرمہ واپس آیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

جن لوگوں کے قتل کا حکم ہوا تھا اُن میں وہ شخص بھی شامل تھا جو آنحضور ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ کی ہلاکت کا موجب ہوا تھا۔ اس شخص نے حضرت زینبؓ کے اونٹ کی زِین کا چوڑا تسمہ جس سے اُسے کسا جاتا ہے کاٹ دیا تھا، اور آپؓ اونٹ سے نیچے جاگری تھیں جس کی وجہ سے اُن کا حمل ضائع ہوگیا اور کچھ عرصے بعد وہ شہید ہوگئیں۔ یہ شخص بھاگ کر ایران چلا گیا تھا مگر پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی کا طلب گار ہوا۔ آنحضور ﷺ نے اس شخص کو بھی معاف فرمادیا۔

اسی طرح کعب بن زہیر کے قبولِ اسلام کا واقعہ ہے۔

یہ شخص بھی آنحضور ﷺ کا سخت معاند تھا، شاعر تھا اور اپنی شاعری سے اسلام اور آنحضور ﷺ کے خلاف شر پھیلایا کرتا تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی شناخت ظاہر کیے بنا کعب بن زہیر کے لیے معافی کا طلب گار ہوا۔ آپؐ نے جب اسے معاف فرمایا تو اس نے کہا کہ کعب مَیں ہی ہوں۔ آنحضور ﷺ نے اسے معاف فرمادیا۔ کعب نے آپؐ کی خدمت میں ایک شاندار قصیدہ بھی پیش کیا اور آپؐ نے اسے اپنی چادر عطا فرمائی۔ اسی وجہ سے یہ قصیدہ بردہ کہلاتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ تاریخ میں امام بوصیری کا قصیدہ بھی قصیدہ بردہ کہلاتا ہے۔

معاندین اور مخالفین کی معافی کی ان تفاصیل کے آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبے کے آخری حصے میں فرمایا کہ

اگلے جمعے سے ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے، اس کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جلسے کو کامیاب فرمائے اور اپنے فضلوں سے اسے نوازتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شریر اور نقصان پہنچانے والے، اور نقصان پہنچانے کی نیّت رکھنے والے کے شر سے بچائے۔

جو مہمان اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے آرہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خیروعافیت سے پہنچائے اور یہاں بھی خیریت سے رکھے۔ آمین

لوگوں کے جو ذاتی مہمان جلسے کے لیے آرہے ہیں یا جو جماعتی انتظام سے آرہے ہیں، مہمان نوازی کے شعبے کے تحت ان کا انتظام ہوگا، اللہ تعالیٰ ہر میزبان کو اِن مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کارکنان بڑے شوق اور جذبے سے ڈیوٹیوں کے لیے خود کو پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کارکنان کو بھی خدمت کی توفیق دے نہایت عزت و احترام اور نرمی اور خوش مزاجی سے یہ مہمانوں کی خدمت کریں۔

بعض دفعہ کام کی زیادتی اور نیند کی کمی کی وجہ سے بعض کارکنان کی خوش مزاجی متاثر ہوجاتی ہے مگر ہر کارکن کو یہ سوچ کر یہ دن گزارنے چاہئیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق دی ہے اس لیے اس کے لیے ہم ہر قربانی کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھیں گے اور ہر صورتِ حال میں ہمارے چہروں پر مسکراہٹ رہے گی۔

کارکنان افسر ہو یا معاون، لڑکیاں، لڑکے، مرد، عورتیں خواہ وہ کسی بھی شعبے میں ہیں سب کو ہمیشہ اپنے چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ اپنے کام انجام دینے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے، آمین۔ لیکن ساتھ ہی ہر ایک پر گہری نظر بھی رکھنی چاہیے تاکہ کسی کو کبھی کوئی شر پھیلانے کی جرأت پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں۔ آمین

اسلام میں جنگوں کے اصول

(مضمون نگار: نعیم احمد خادم)

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو نہ صرف عبادات بلکہ اجتماعی، سیاسی اور عسکری معاملات میں بھی واضح رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جنگ (قتال) کے حوالے ۱۰ سے اسلام کا تصور نہایت متوازن، اخلاقی اور اصولی ہے۔ یہ نہ تو جارحیت کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ظلم و جبر کو برداشت کرنے کی تعلیم دیتا ہے، بلکہ ایک منصفانہ اور اخلاقی نظام پیش کرتا ہے جس میں جنگ صرف آخری حل کے طور پر اور مخصوص شرائط کے تحت جائز قرار دی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مقصد یہ بیان فرمایا کہ دنیا میں امن اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کو قائم کیا جائے۔ فرماتے ہیں:

''خدائے تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے''۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۶۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بزرگ صحابہ کی لڑائیاں یا تو اس لئے تھیں کہ کفار کے حملے سے اپنے تئیں بچایا جائے اور یا اس لئے تھیں کہ امن قائم کیا جائے۔ اور جو لوگ تلوار سے دین کو روکنا چاہتے ہیں ان کو تلوار سے پیچھے ہٹایا جائے۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵، صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰)

جنگ کا بنیادی تصور دفاع اور عدل

اسلام میں جنگ کا بنیادی مقصد کسی علاقے پر قبضہ کرنا یا طاقت کا مظاہرہ نہیں بلکہ ظلم کے خاتمے اور مذہبی آزادی کا تحفظ ہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا:

''اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا'' (سورۃ الحج: ۴۰)

یہ آیت اس اصول کو واضح کرتی ہے کہ اسلام میں جنگ کی اجازت صرف دفاعی نوعیت کی ہے۔ اس حقیقت کو مختلف خطبات اور اسلامی تعلیمات میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ جہاد صرف اس وقت جائز ہے جب کسی قوم کو اپنے دین پر عمل کرنے سے روکا جائے یا اس پر ظلم کیا جائے۔

جنگ کے اخلاقی اصول

اسلام نے جنگ کے دوران بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار کو برقرار رکھنے کی سخت تاکید کی ہے۔ اسلامی فقہ (Islamic Military Jurisprudence) کے درج ذیل اصول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں:

غیر جنگجو افراد کا تحفظ

اسلام خواتین، بچوں، بوڑھوں اور عبادت گزاروں کو نقصان پہنچانے سے سختی سے منع کرتا ہے۔

املاک اور ماحول کا تحفظ

کھیتوں، درختوں اور جانوروں کو بلا وجہ نقصان پہنچانا ممنوع ہے۔

قیدیوں کے حقوق

اسلام قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، جیسا کہ

ابتدائی اسلامی تاریخ میں نمایاں مثالیں ملتی ہیں۔

معاھدات کی پابندی

اگر کسی فریق کے ساتھ معاہدہ ہو تو اس کی پاسداری لازمی ہے، حتیٰ کہ دشمن کے ساتھ بھی دھوکہ دہی کی اجازت نہیں۔

ضرورت اور تناسب

اسلامی جنگی اصول اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جنگ میں صرف اتنی ہی قوت استعمال کی جائے جتنی ضروری ہو۔

اسلامی جنگوں کے آداب

حضرت مصلح موعودؓ جنگی اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
قرآن کریم کی ان آیات کی روشنی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مزید تعلیمات مسلمانوں کو دیں وہ مندرجہ ذیل ہیں

۱: کسی صورت میں مسلمانوں کو مثلہ کرنے کی اجازت نہیں، یعنی مسلمانوں کو مقتولین جنگ کی ہتک کرنے یا ان کے اعضاء کاٹنے کی اجازت نہیں ہے۔

(مسلم کتاب الجہاد والسیر باب تامیر الامام الامراء علی البحوث

۲: مسلمانوں کو کبھی جنگ میں دھوکا بازی نہیں کرنی چاہیئے۔

(مسلم کتاب الجہاد والسیر باب تامیر الامام الامراء علی البحوث

۳: کسی بچے کو نہیں مارنا چاہیئے اور نہ کسی عورت کو۔

(مسلم کتاب الجہاد باب تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب

۴: پادریوں، پنڈتوں اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کو قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ (طحاوی کتاب الجہاد باب فی قتل النساء والصغار

۵: بوڑھے کو نہیں مارنا چاہیئے، بچے کو نہیں مارنا چاہیئے، عورت کو نہیں مارنا چاہیئے اور ہمیشہ صلح اور احسان کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی دعاء المشرکین

۶: جب لڑائی کے لئے مسلمان جائیں تو اپنے دشمنوں کے ملک میں ڈر اور خوف پیدا نہ کریں اور عوام الناس پر سختی نہ کریں۔

(مسلم کتاب الجہاد باب فی امر الجیوش بالتیسیر وترک التنفیر

۷: جب لڑائی کے لئے نکلیں تو ایسی جگہ پر پڑاؤ نہ ڈالیں کہ لوگوں کے لئے تکلیف کا موجب ہو اور کوچ کے وقت ایسی طرز پر نہ چلیں کہ لوگوں کیلئے رستہ چلنا مشکل ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا سختی سے حکم دیا ہے کہ فرمایا جو شخص ان احکام کے خلاف کرے گا اُس کی لڑائی اُس کے نفس کے لئے ہو گی خدا کے لئے نہیں ہو گی۔ (ابو داؤد کتاب الجہاد باب مایؤمر من انضمام العسکر)

۸: لڑائی میں دشمن کے منہ پر زخم نہ لگائیں۔

۹: لڑائی کے وقت کوشش کرنی چاہیئے کہ دشمن کو کم سے کم نقصان پہنچے۔

۱۰: جو قیدی پکڑے جائیں اُن میں سے جو قریبی رشتہ دار ہوں اُن کو ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے۔

(ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی التفریق بین الصبی)

۱۱: قیدیوں کے آرام کا اپنے آرام سے زیادہ خیال رکھا جائے۔

(ترمذی ابواب السیر)

۱۲: غیر ملکی سفیروں کا ادب اور احترام کیا جائے۔ وہ غلطی بھی کریں تو اُن سے چشم پوشی کی جائے۔

(ابو داؤد کتاب الجہاد بار باب فی الرسل

۱۳: اگر کوئی شخص جنگی قیدی کے ساتھ سختی کر بیٹھے تو اس قیدی کو بلا معاوضہ آزاد کر دیا جائے۔

۱۴: جس شخص کے پاس کوئی جنگی قیدی رکھا جائے وہ اُسے وہی کھلائے جو خود کھائے اور اُسے وہی پہنائے جو خود پہنے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہی احکام کی روشنی میں مزید یہ حکم جاری فرمایا کہ عمارتوں کو گراؤمت اور پھلدار درختوں کو کاٹو مت۔ (موطا امام مالک کتاب الجہاد باب النہی عن قتل النساء والولدان فی الغزو)

ان احکام سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اسلام نے جنگ کے روکنے کے لئے کیسی تدابیر اختیار کی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس عمدگی کے ساتھ ان تعلیمات کو عملی جامہ پہنایا اور مسلمانوں کو ان پر

عمل کرنے کی تلقین کی۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ نہ موسیٰ کی تعلیم اس زمانہ میں عدل کی تعلیم کہلا سکتی ہے نہ وہ اس زمانہ میں قابل عمل ہے اور نہ مسیح کی تعلیم اس زمانہ میں قابل عمل کہلا سکتی ہے اور نہ کبھی عیسائی دنیا نے اس پر عمل کیا ہے۔ اسلام ہی کی تعلیم ہے جو قابل عمل ہے اور جس پر عمل کر کے دنیا میں امن قائم رکھا جا سکتا ہے۔

پس اس وقت تک دنیا کا تجربہ ہے اور عقل جس حد تک انسان کی راہنمائی کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی طریقہ صحیح تھا جو محمد رسول اللہ صلی ... اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا۔ اللھم صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم و بارك وسلم إنك حميد مجيد

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۸۳،۲۸۵)

حضرت محمد ﷺ کی سیرت اس کی بہترین مثال ہے جہاں آپ نے مکہ کے شدید مظالم کے باوجود طویل عرصہ تک صبر کیا اور صرف اس وقت جنگ کی اجازت دی گئی جب حالات ناقابل برداشت ہو گئے۔

جدید دور میں اسلامی اصولوں کی اہمیت

آج کے دور میں جب جنگیں اکثر سیاسی، معاشی یا علاقائی مفادات کے تحت لڑی جاتی ہیں، اسلام کے یہ اصول ایک مثالی اخلاقی فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ موجودہ زمانے میں مذہبی بنیاد پر جنگیں عملاً موجود نہیں، اس لیے مسلمانوں کو علمی اور اخلاقی جہاد یعنی تبلیغ اور اصلاح پر توجہ دینی چاہیے۔

اسلام میں جنگ ایک محدود، مشروط اور اخلاقی عمل ہے جس کا مقصد صرف دفاع، ظلم کا خاتمہ اور امن کا قیام ہے۔ یہ تصور اس بات کی واضح تردید کرتا ہے کہ اسلام جنگ یا تشدد کو فروغ دیتا ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے جنگ کو بھی اخلاقیات کے تابع کر دیا ہے اور ایسے اصول مقرر کیے ہیں جو آج کے بین الاقوامی قوانین سے بھی ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ مارچ ۲۰۱۶ء میں فرمایا:

’’اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھل کر بتا دیا ہے کہ اب دین کے لئے جنگ وجدل حرام ہے، یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن رہی ہیں۔ ہر ایک جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام بڑا واضح ہے کہ اب دین کے لئے یہ جنگیں حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کے نام پر ظلم کرنے والوں یا مسلمان ہوتے ہوئے ظلم کرنے والوں کو عقل دے چاہے وہ حکومتیں ہیں یا گروہ ہیں کہ وہ زمانے کے امام کی آواز کو سنیں اور ظلموں سے باز آئیں‘‘۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل ۱۵ اپریل ۲۰۱۶ تا ۲۱ اپریل ۲۰۱۶۔صفحہ ۶،۷)

آخر میں یہ کہنا بجا ہو گا کہ اگر دنیا اسلام کے ان اصولوں کو اپنائے تو نہ صرف جنگوں کی شدت کم ہو سکتی ہے بلکہ عالمی امن کے قیام کی راہ بھی ہموار ہو سکتی ہے۔

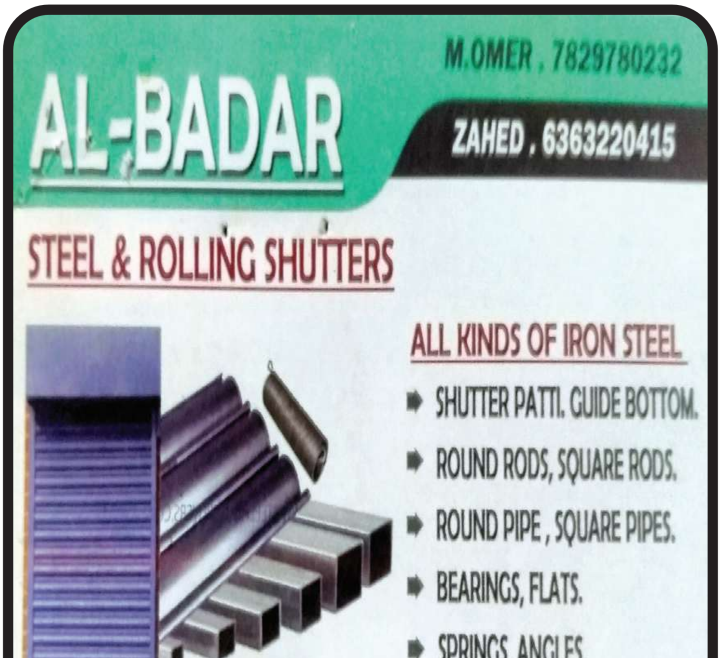

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام و مرتبہ قرآن کریم و احادیث اور بزرگان امّت کی پیشگوئیوں کے حوالے سے

بلال احمد آہنگر استاد جامعہ احمدیہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اعلیٰ و ارفع مقام کے بارے میں منظوم فارسی کلام میں فرماتے ہیں:

منم مسیح ببانگِ بلند می گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی اُس بادشاہ کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے۔

مُویّدے کہ مسیحا دم است و مھدیٔ وقت
بشانِ اُو دگرے کَے ز اتقیا باشد

وہ تائید یافتہ جو مسیحا دم اور مھدیٔ وقت ہے۔اس کی شان کو اتقیا میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

قارئین کرام !اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور مامور جب دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں تو ایک خاص مقصد اُن کے سامنے ہوتا ہے جس کی تکمیل کے لیے وہ ایک عظیم الشان جدوجہد کا آغاز کرتے ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کرحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام انبیاء ایک خاص مقصد کے لئے مبعوث ہوئے۔جس کاذکر قرآن کریم نے اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ کے الفاظ میں کیا ہے۔(یعنی اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔)

دَورِ آخرین میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے غلام صادق حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ، مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا اور آپ کے آنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دین اسلام کو ازسرنو زندہ کیا جائے اور شریعت محمدیہ کو قائم کیا جائے۔آپؑ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے تاکہ میں زندہ ایمان زندہ خدا پر پیدا کرنے کی راہ بتلاؤں۔‘‘

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)

قارئین حضرات !حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا مقام بہت ہی بلند اور اعلیٰ و ارفع شان والا مقام ہے جو آپؑ کو آنحضرت ﷺ کی برکت اور آپ کا اُمّتی ہونے کے نتیجہ میں ملا۔آپؑ کو مثیل عیسیٰ،امتی نبی اور خلیفۃ الرسول کا مقام عطا ہوا۔جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: أَلَا إِنَّ عِيسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ لَيۡسَ بَيۡنِي وَبَيۡنَهُ نَبِيٌّ، ولا رسول أَلَا إِنَّهُ خَلِيفَتِي فِي أُمَّتِي مِنۡ بَعۡدِي .الا من ادركه فليقرا عليه السَّلام .

(المعجم الصغیر للطبرانی جزء ۱،صفحہ ۲۵۷)

’’یعنی خبر دار کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔یاد رکھو کہ جسے بھی اُن سے ملاقات کا

شرف حاصل ہو، وہ اُنہیں میرا سلام پہنچائے۔‘‘

سن 1882ء کے آغاز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک کشف میں یہ نظارہ بھی دکھایا گیا کہ ایک باغ لگایا جارہا ہے اور آپ علیہ السلام کو اِس باغ کا مالی مقرر کیا گیا ہے۔اور پھر آپؑ کو اس الہام سے نوازا گیا۔

قل انی امرت و انا اوّل المؤمنین

اُن کو کہہ دے کہ میں مامورمن اللہ اور اوّل المومنین ہوں۔ (کتاب البریہ، حاشیہ صفحہ ۱۰۲)

یہ آپ علیہ السلام کے مامور اور مجدد ہونے کا پہلا الہام تھا۔گویا سب سے پہلا مقام جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ،وہ مجدد اور مقام ماموریت ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پس جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور اس نے مجھے اپنی کتاب قرآن کا علم بخشا ہے۔اور مجھے مجدد بنایا ہے تاکہ میں تمہارے جھگڑوں کا فیصلہ کروں۔پس تم اپنے حَکم کی اطاعت کیوں نہیں کرتے۔‘‘

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۴۲۲)

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بے شمار الہامات سے نوازا جن سے آپ کے بلند روحانی مقام کا اظہار ہوتا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا:

اَنْتَ وَجِيْهٌ فِيْ حَضْرَتِيْ یعنی تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔فرمایا: يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ یعنی خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔فرمایا: اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِيْ وَ تَفْرِيْدِيْ یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ یَا اَحْمَدِيْ اَنْتَ مُرَادِيْ وَمَعِيْ۔یعنی اے میرے احمد! تو میری مُراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا: اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةٍ لَا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔ یعنی تو مجھ سے اُس مرتبہ پر ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔یہی وہ مقام قرب ہے جو ایک سچے مامورمن اللہ کو عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے مقام مہدویت اور مقام مسیحیت سے سرفراز فرمایا۔آپؑ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اعلان کیا کہ اسلام میں جس مہدی کے ظہور کا آخری زمانہ میں وعدہ دیا گیا تھا۔وہ خدا کے فضل سے مَیں ہی ہوں اور خدا تعالیٰ میرے ذریعہ اس زمانہ میں اسلام کو دوبارہ غلبہ عطا کرے گا۔اور دنیا میں اسلام کا سورج پھر اسی آب وتاب کے ساتھ چمکے گا جیسا کہ اپنے ابتدائی دَور میں چمک چکا ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں درحقیقت وہی مسیح موعود ہوں۔جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے۔اور جس کو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حکم اور عدل اور خلیفۃ اللہ رکھا ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ،روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۸)

قارئین کرام!

قرآن کریم نے سورۃ المرسلات میں آخری زمانہ کے تحیر خیز انقلاب کا تذکرہ کرنے کے بعد وَاِذَاالرُّسُلُ اُقِّتَتْ (المرسلات:12) کہہ کر رسولوں کے وقت مقررہ پر لائے جانے کی بشارت دی۔ اور مراد یہ تھی کہ تمام انبیاء اور رسل کی صفات کا جامع وجود مبعوث کیا جائے گا۔قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مسیح موعودؑ کوموعود اقوام عالم اور تمام انبیاء کا مظہر ہونے کا مقام بھی حاصل ہے۔آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنحضرت ﷺ کی پیروی میں ساری دنیا کی اصلاح کے لیے مبعوث کیا ہے۔ اس لیے مجھے وہ روحانی طاقتیں عطا کی ہیں اور وہ مقام بخشا ہے۔ جو اِس کام کے لیےضروری ہے۔آپ علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز

مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں اُن کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔سو وہ میں ہوں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21صفحہ 117تا118)

فرمایا:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

پھر آپ علیہ السلام نے اعلان فرمایا:

’’وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اُس نے میرے پر یہ ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لیے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے مسیح موعود ہے۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20صفحہ 228تا229)

قارئین حضرات!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔چنانچہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کے خطاب سے نوازا۔ چنانچہ مسلم کی حدیث میں آپؐ کیلئے چار دفعہ نبی اللہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ)۔آپؐ نے آنے والے مسیح موعود کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اسکی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا۔(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷)۔

آپؐ نے آنے والے مسیح موعود کو قبول کرنے کی اُمت کو یہاں تک تاکید فرمائی کہ اگر برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے تو پھر بھی اُسے قبول کرنا اور اُس کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا اسلام پیش کرنا۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مہدی کو جھٹلایا اُس نے گویا کفر کیا۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۱۔از نواب محمد صدیق حسن خان مطبع شاہ جہاں بھوپال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مقام نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’یہ شرف مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں، شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔پس اسی بناء پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی،اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اِس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں، وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔‘‘

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۱۔۴۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بزرگان امت کے چند ایک حوالے پیش خدمت ہیں۔

حضرت محمد ابن سیرینؒ (۳۳ ھ تا ۱۱۰ھ) امام مہدی کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

’’اس اُمت میں ایک خلیفہ ہوگا جو حضرت ابو بکر اور عمر سے بہتر ہوگا۔کہا گیا کیا ان دونوں سے بہتر ہوگا۔؟انہوں نے فرمایا کہ قریب ہے کہ وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہو‘‘

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶ ۔ از نواب صدیق حسن خان مطبع شاہ جہاں بھوپال)

حضرت امام باقر علیہ السلام (۵۱ھ تا ۱۱۴ھ)امام مہدیؑ کے ارفع مقام کا ذکر یوں کرتے ہیں:

’’جب امام مہدی آئے گا تو یہ اعلان کرے گا کہ اے لوگو!

اگر تم میں سے کوئی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی موسیٰؑ اور یوشع کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی موسیٰؑ اور یوشع ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی عیسیٰؑ اور شمعون کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ عیسیٰؑ اور شمعون میں ہی ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی محمد مصطفیٰ ﷺ اور امیرالمومنین (علیؓ) کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور امیرالمومنین میں ہی ہوں۔

(بحارُالانوار جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۲۰۲)

اُردو کے مشہور شاعر جناب امام بخش ناسخ لکھتے ہیں:

دیکھ کر اُس کو کریں گے لوگ رجعت کا گماں
یوں کہیں گے معجزے سے مصطفیٰ پیدا ہوا

(دیوان ناسخ جلد دوم صفحہ ۵۴ مطبع لکھنؤ ۱۹۲۳ء)

حضرت نعمت اللہ ولیؒ نے فارسی میں ایک طویل قصیدہ لکھا ہے۔ اس قصیدہ میں وہ امام مہدی کی صفات، عظمتِ شان اور ان کے بلند مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’’صورت و سیرتش چو پیغمبر‘‘ یعنی اُس امام کی صورت اور سیرت رسولِ کریم ﷺ کی مانند ہوگی اور اُس میں شانِ نبوت کی جھلک نمایاں ہوگی۔ پھر وہ اس تسلسل میں لکھتے ہیں:

مہدی وقت و عیسیٰ دوران
ہر دو را شہسوار می بینم

میں اُسے زمانے کا مہدی بھی دیکھتا ہوں اور عیسیٰ بھی گویا وہ دونوں صفات کا حامل ہوگا۔

یہ ہے وہ عظیم الشان مقام و مرتبہ جو بزرگانِ اُمّت کے اقوال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان ہوا ہے۔

قارئین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ مقام بھی حاصل ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند اور ظل کامل ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ الجمعہ آیت نمبر ۳، ۴ میں آنحضرت ﷺ کی دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کی پہلی بعثت عرب کے امیّوں میں ہوئی اور دوسری بعثت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے مطابق آخرین میں مقدر تھی۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے یہ دریافت فرمایا کہ یہ آخرین کون لوگ ہیں۔ جن میں حضور ﷺ کی دوسری بعثت ہوگی۔ اِس پر آنحضرت ﷺ نے مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔

لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْرِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَآءِ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔

پس اس آیت میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے فارسی الاصل شخص کی بعثت کو آنحضرت ﷺ کی بعثت قرار دیا گیا ہے گویا آنے والا موعود آنحضرت ﷺ کا ظلِّ کامل اور روحانی فرزند ہوگا۔

اس حوالے سے حضرت امام عبدالرزاق قاشانیؒ شرح فصوص الحکم صفحہ ۴۲ میں فرماتے ہیں کہ

’’امام مہدی کا باطن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔‘‘

عارف ربّانی محبوب سبحانی سیّد عبدالکریم جیلانی لکھتے ہیں

’’امام مہدی سے مراد وہ شخص ہے جو صاحبِ مقام محمدی ہے۔ اور ہر کمال کی بلندی میں کامل اعتدال رکھتا ہے۔‘‘

(انسان کامل (اُردو) باب نمبر ۶۱ مہدیؑ کا ذکر صفحہ ۳۷۵ نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین کرام! آنحضرت ﷺ نے آنے والے امام مہدی کے بارے میں فرمایا تھا کہ یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ... کہ وہ میرے ساتھ میری قبر میں داخل ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کا مقامِ

روحانیت بہت بلند ہو گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے روحانی مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

’’مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور مَیں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 61)

قارئین حضرات! حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے یہ تمام مقامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حاصل کئے۔ لہٰذا آپؑ کو یہ مقام بھی حاصل ہے کہ آپ اِس زمانے کے سب سے بڑے فانی فی اللہ اور عاشق رسول تھے۔ اس کی گواہی اہلِ آسمان نے یہ کہہ کر دی

’’ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہ‘‘

کہ یہی وہ عظیم اور مبارک انسان ہے جو رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہے۔ یہی امتیازی وصف حبّ رسول ہر خیرو برکت کی کلید ہے۔

بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی کا بیان ہے وہ 1918ء میں قادیان آئے اور ایک ہندو لالہ بڑھامل سے ملاقات کی اور اُن سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اوائل عمر میں دیکھا، آپ نے اُنہیں کیسا پایا؟ اُن کا جواب تھا۔

’’میں نے آج تک مسلمانوں میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا‘‘

(سیرت المہدی، حصہ سوم، صفحہ 591)

قارئین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند مقام و مرتبہ پر یقین کرتے ہوئے اگر بھیرہ سے حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ یہ کہتے ہوئے آئے کہ

’’میں نے اُنہیں اپنے سارے اموال اور اپنی ساری جائیداد پر ترجیح دی بلکہ اپنی جان اپنے اہل و عیال اور والدین اور اپنے سب عزیز و اقارب پر مقدم رکھا۔‘‘

تو دوسری طرف مالیر کوٹلہ سے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے یہ گواہی دی کہ

’’اس چشمہ سے جو محمدؐ کے بڑے چشمے سے نکلا ہے، عجیب معرفت کا پانی نکلتا ہے، پس ایسے وقت میں وہ شخص بڑا ہی محروم ہے جو اس امام سے فائدہ نہ اٹھائے۔‘‘

سرزمین افغانستان سے حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ جیسے جلیل القدر عالمِ ربانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کا دم بھرتے ہوئے یہ گواہی دی کہ

’’میں نے دنیا بھر میں اس کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا، اس سے الگ ہونے سے اس کی راہ میں جان دے دینا بہتر ہے۔‘‘

یہ ہے وہ اعلیٰ و ارفع مقام جو اصحابِ احمد کی نظر میں آپؑ کا تھا۔

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمّہ کھل گیا روشن ہوئی بات
مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ نے مجھے چار نشان دیئے ہیں۔

(1) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(2) میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(3) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ

جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔

(4) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔‘‘

(ضرورۃ الامام ،روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 496,497)

پھر آپؑ اپنے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے بلکہ میری حیثیت سننِ انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو۔ پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں، ایک دم طے ہو سکتی ہیں جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر حَکَم بن کر آیا ہے۔ جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا، وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا، وہی صحیح ہو گی۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 399۔ایڈیشن 1988ء)

الغرض حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اپنا وہی مقام بیان فرمایا ہے جو قرآن کریم ،احادیث نبویہ اور بزرگانِ اُمت کی پیشگوئیوں میں آنے والے مسیح اور مہدی کا بیان کیا گیا ہے اور جماعت احمدیہ آپؑ کو آپ کے جملہ دعاوی میں سچا جانتی ہے اور آپ پر ایمان لاتی ہے۔ افسوس کہ امت مسلمہ کے ایک بڑے حصے نے ابھی تک آپ کو شناخت نہیں کیا۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ وہ دن ضرور آئے گا جب وہ اس جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کو ضرور شناخت کریں گے اور اس فارسی شعر کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہوں گے کہ

امروز قوم مَن نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

یعنی آج کے دن میری قوم میرا درجہ،میرا مقام و مرتبہ نہیں پہچانتی ۔لیکن ایک وقت آئے گا کہ وہ رو رو کر میرے مبارک وقت کو یاد کرے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو اس زمانے کا حصن حصین قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے، وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہرطرف سے اُس کو موت درپیش ہے اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔‘‘

(فتح اسلام ، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

پس آج اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کو پہچانیں، خدا تعالیٰ کے اس مامور پر ایمان لائیں۔ یہی ہماری نجات کا سرچشمہ ہے اور یہی ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مقام سمجھنے اور آپ کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ بے لوث محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

گوشۂ ادب

روزمرہ کے محاورات

آپے سے باہر ہونا۔ معنی: سخت غصے میں ہونا
جملہ: احمد کی باتیں سن کر اس کے والد آپے سے باہر ہو گئے۔

آن کی آن میں۔ معنی: بہت تھوڑی دیر میں
جملہ: تیسرے پہر بلا کی گرمی تھی، آن کی آن میں بادل چھا گئے اور بارش ہونے لگی۔

آنکھ کا تارا۔ معنی: پیارا ہونا
جملہ: بچے ماں باپ کی آنکھ کا تارہ ہوتے ہیں۔

آٹے میں نمک ہونا۔ معنی: بہت کم ہونا
جملہ: بارش والے دن کلاس میں بچے آٹے میں نمک کے برابر تھے۔

آسمان سے باتیں کرنا۔ معنی: بہت اونچا ہونا
جملہ: کوہ ہمالیہ کی چوٹی آسمان سے باتیں کرتی ہے۔

آڑے ہاتھوں لینا۔ معنی: خوب خبر لینا
جملہ: جھوٹ بولنے پر استاد نے بچے کو آڑے ہاتھوں لیا۔

آگ بگولہ ہونا۔ معنی: بہت غصے ہونا
جملہ: افسر نے دیکھا کہ اس کے حکم کی تعمیل نہیں ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔

اپنا کام کر جانا۔ معنی: اثر کر جانا
جملہ: اشرف کو سانپ نے ڈس لیا۔ ڈاکٹر کے آنے سے پہلے زہر اپنا کام کر چکا تھا۔

اُمید پر پانی پھرنا۔ معنی: نا اُمید ہونا
جملہ: بیٹے کے فیل ہونے سے باپ کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔

اوسان خطا ہونا۔ معنی: حواس کھو بیٹھنا
جملہ۔ بیٹے کی موت کی خبر سن کر ماں کے اوسان خطا ہو گئے۔

سرحدِ امتحاں سے گزرتے ہوئے

سرحدِ امتحاں سے گزرتے ہوئے
ہم بھی حاضر ہوئے ڈرتے ڈرتے ہوئے
ہجر کی رُت میں یہ کس کی یاد آ گئی
آپ کیوں رک گئے بات کرتے ہوئے
شرم سے ڈوب کر مر گیا معترض
ہم امَر ہو گئے مرتے مرتے ہوئے
اوجِ قطبین پر بھی ہیں گرمِ سفر
ننگے پاؤں مسافر ٹھٹھرتے ہوئے
سائے انکار کے منجمد ہو گئے
گھٹتے گھٹتے ہوئے بڑھتے بڑھتے ہوئے
آئنہ دیکھنے کی نہ جرأت ہوئی
عمر گزری تھی بنتے سنورتے ہوئے
چاند سورج بھی ہیں دائیں بائیں کھڑے
صبحِ صادق کی تصدیق کرتے ہوئے
کہیں انکار ہی کی سزا تو نہیں
یہ فتنوں پہ فتنے ابھرتے ہوئے
وصل کی رُت میں بھی تم ہو کیوں دم بہ خود
کیوں زباں رک گئی بات کرتے ہوئے
مجھ کو تسلیم ہیں ساری گستاخیاں
شرم آتی ہے مضطرؔ مکرتے ہوئے

(اشکوں کے چراغ ایڈیشن سوم صفحہ ۵۹۰-۵۹۱)

بنیادی مسائل کے جوابات

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات

سوال: ایک دوست نے اصول فقہ کے قانون "قول صحابی رسول اہم شرعی حکم کے استنباط کے لئے دلیل ہے" کے بارہ میں حضور انور سے رہنمائی کی درخواست کی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 جولائی 2020ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا:

جواب: اس امر میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ حضور ﷺ کے تربیت یافتہ تھے، انہوں نے حضور ﷺ سے علم و عرفان حاصل کیا۔ اور وہ مقاصد شریعت کو زیادہ اچھی طرح جانتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اصول فقہ والوں کا یہ قانون ایک hard and fast rule کے طور پر نہیں مانا جاسکتا۔ کیونکہ اقوال صحابہ بھی احادیث ہی کی طرح آنحضور ﷺ اور صحابہ کا دور گزرنے کے بعد جمع کئے گئے۔ صحابہ رسول ﷺ کے اقوال کا درجہ تو یقیناً احادیث نبوی ﷺ کے بعد آتا ہے۔ جبکہ بہت سی احادیث پر علماء وفقہاء نے جرح کر کے انہیں ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔ امام المحدثین حضرت امام بخاری کو چھ لاکھ کے قریب احادیث یاد تھیں جن میں سے انہوں نے سولہ سال کی محنت شاقہ کے بعد صرف تین ہزار کے قریب احادیث کو اپنی صحیح میں شامل فرمایا۔ دوسری صدی ہجری کے مؤرخ واقدی کی بیان کردہ متعدد احادیث ایسی ہیں جن کو علماء نے قابل استنباط قرار نہیں دیا۔ پس اصل بات وہی ہے جو حضور ﷺ کے غلام صادق اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے مبعوث ہونے والے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے کہ: کون ایسا مومن ہے جو قرآن شریف کو حدیثوں کے لئے حکم مقرر نہ کرے؟ اور جب کہ وہ خود فرماتا ہے کہ یہ کلام حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق اور باطل کی شناخت کے لئے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا یہ ایمانداری ہوگی کہ ہم خدا تعالیٰ کے ایسے فرمودہ پر ایمان نہ لاویں؟ اور اگر ہم ایمان لاتے ہیں تو ہمارا ضرور یہ مذہب ہونا چاہیئے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول کو قرآن کریم پر عرض کریں تا ہمیں معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اسی مشکوۃ وحی سے نور حاصل کرنے والے ہیں جس سے قرآن نکلا ہے یا اس کے مخالف ہیں۔"

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 22)

پس اس تعلیم کی روشنی میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ صحابہ کے وہ اقوال جو قرآن کریم، سنت نبویہ ﷺ اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہیں، شرعی احکام کے استنباط کے لئے دلیل شمار ہوں گے۔

(قسط نمبر 26، الفضل انٹرنیشنل 07 جنوری 2022ء صفحہ 11)

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ کیا مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ قوم لوط کے دوشہروں سدوم اور عمورہ کے لوگوں کو ان کے گناہوں زنا اور ہم جنس پرستی وغیرہ کی پاداش میں جلا دیا گیا تھا اور کیا یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ

26 اپریل 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل ارشادات فرمائے:

جواب: قرآن نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ حضرت لوط کی قوم کو جلایا گیا تھا بلکہ یہ بائبل کا بیان ہے۔ چنانچہ بائبل میں لکھا ہے کہ:

"تب خداوند نے اپنی طرف سے سدوم اور عمورہ پر آسمان سے جلتی ہوئی گندھک برسائی۔ اس طرح اس نے ان شہروں کو اور سارے میدان کو، ان شہروں کے باشندوں اور زمین کی ساری نباتات سمیت غارت کر دیا۔ لیکن لوط کی بیوی نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور وہ نمک کا ستون بن گئی۔"

(پیدائش باب 19 آیت 24 تا27)

اسی طرح لکھا ہے کہ:

"اور یہ بھی دیکھیں گے کہ سارا ملک گویا گندھک اور نمک بنا پڑا ہے اور ایسا جل گیا ہے کہ اس میں نہ تو کچھ بویا جاتا نہ پیدا ہوتا اور نہ کسی قسم کی گھاس اُگتی ہے اور وہ سدوم اور عمورہ اور آدمہ اور ضبوئیم کی طرح اُجڑ گیا جن کو خُداوند نے اپنے غضب اور قہر میں تباہ کر ڈالا۔" (استثناء باب 29 آیت 23)

گویا بائبل کے بیان کے مطابق ان لوگوں کو جلایا اور گندھک اور نمک بنا دیا گیا تھا۔ جبکہ اس کے مقابلہ پر قرآن کریم کے بیان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کے جرائم جن میں انبیاء کو مختلف طریقوں سے تنگ کرنا، انہیں بُرا بھلا کہنا، ان کا انکار کرنا، انہیں ان کے وطنوں سے نکال دینے کی دھمکی دینا، ان کے ساتھیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا، راہگیروں کو لوٹنا، ہمسایوں اور مہمانوں کے ساتھ نہایت بُرا سلوک کرنا، کمزور لوگوں کو تنگ کرنا، بدفعلی اور ہم جنس پرستی میں مبتلا ہونا وغیرہ جیسے گناہ شامل تھے۔ انہیں ان گناہوں کی پاداش میں زلزلہ کے ذریعہ اس طرح تباہ کیا کہ ان کی بستیوں کو تہہ و بالا کر کے ان پر سنگریزوں سے بنے ہوئے پتھروں کی بارش برسائی۔ چنانچہ سورۃ الحجر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَآءَ اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ۔ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيۡفِىۡ فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ۔ قَالُوۡۤا اَوَلَمۡ نَنۡهَكَ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِىۡۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ۔ لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ۔ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ۔ (سورۃ الحجر: 68 تا 75)

یعنی اور اس شہر کے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے اس (یعنی لوط) کے پاس آئے (اس خیال سے کہ اب اسے پکڑنے کا موقعہ مل گیا ہے) (جس پر) اس نے (ان سے) کہا (کہ) یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم (انہیں ڈرا کر مجھے رسوا نہ کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں ہرایرے غیرے کو اپنے پاس ٹھہرانے سے روکا نہ تھا۔ اس نے کہا (کہ) اگر تم نے (میرے خلاف) کچھ کرنا (ہی) ہو تو یہ میری بیٹیاں (تم میں موجود ہی) ہیں (جو کافی ضمانت ہیں)۔ (اے ہمارے نبی!) تیری زندگی کی قسم (کہ) یہ (تیرے مخالفین بھی) یقیناً (انہی کی طرح) اپنی بدمستی میں بہک رہے ہیں۔ اس پر اس (موعود) عذاب نے انہیں (یعنی لوط کی قوم کو) دن چڑھتے (ہی) پکڑ لیا۔ جس پر ہم نے اس بستی کی اوپر والی سطح کو اس کی نچلی سطح کر دیا اور ان پر سنگریزوں سے بنے ہوئے پتھروں کی بارش برسائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت میں بیان ہونے عذاب کی حکمت بیان کرتے ہوئے اور سنگریزوں کی بارش کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: لوط کی قوم نے چونکہ اعلیٰ اخلاق چھوڑ کر ادنی اخلاق اختیار کئے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی ان کے شہر کے اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا اور کہا کہ جاؤ پھر نیچے ہی رہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں پتھر کیونکر گرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شدید زلزلہ سے بعض دفعہ زمین کا ٹکڑا اوپر اٹھ کر پھر نیچے گرتا ہے۔ ایسا ہی اس وقت ہوا۔ زمین جو پتھریلی تھی۔ اوپر اٹھی اور پھر دھنس گئی

اور اس طرح وہ پتھروں کے نیچے آ گئے۔ یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ ان کے گھروں کی دیواریں ان پر آ پڑیں۔معلوم ہوتا ہے وہ لوگ پتھروں سے مکان بنایا کرتے تھے۔ سُحیل کہتے بھی ہیں اس پتھر کو جو گارہ سے ملا ہوا ہو۔ پس یہ ایسی دیواروں پر خوب چسپاں ہوتا ہے جن میں پتھر گارہ سے لگائے گئے ہوں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد چہارم، سورۃ حجر: 66، صفحہ 99)

ایک اور جگہ پتھروں کی بارش کی وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

’’یہ بارش دراصل پتھروں کی تھی جو ایک خطرناک زلزلہ کے نتیجہ میں ہوئی یعنی زمین کا تختہ الٹ گیا اور مٹی سینکڑوں فٹ اوپر جا کر پھر نیچے گری اور اس طرح گویا مٹی اور پتھروں کی ان پر بارش ہوئی۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد ہفتم، سورۃ النمل: 22، صفحہ 408)

پھر سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ الْمُرْسَلِيْنَ۔ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوْطٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ۔ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوْنِ۔ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِيْنَ۔ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ۔ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوْطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ۔ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِيْنَ۔ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ۔ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِيْنَ إِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغَابِرِيْنَ۔ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِيْنَ۔ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ(سورۃ الشعراء :161 تا 174)

یعنی لوط کی قوم نے بھی رسولوں کا انکار کیا۔ جبکہ ان کے بھائی لوط نے کہا کہ کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ میں تمہاری طرف ایک امانت دار پیغامبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس (کام) کے بدلہ میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو صرف رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تمام مخلوقات میں سے تم نے نروں کو اپنے لئے چنا ہے۔ اور تم ان کو چھوڑتے ہو جن کو تمہارے رب نے تمہاری بیویوں کی حیثیت سے پیدا کیا ہے (صرف یہی نہیں کہ تم ایسا فعل کرتے ہو) بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) تم (انسانی فطرت کے) تقاضوں کو ہر طرح توڑنے والی قوم ہو۔ انہوں نے کہا، اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو تو ملک بدر کئے جانے والوں میں شامل ہو جائے گا۔ (لوط نے) کہا (بہر حال) میں تمہارے عمل کو نفرت سے دیکھتا ہوں۔ اے میرے رب! مجھے اور میرے اہل کو ان کے اعمال سے نجات دے۔ پس ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو سب ہی کو نجات دی۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں شامل ہو گئی۔ پھر (لوط کو نجات دینے کے بعد) سب دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی۔ اور جن کو (خدا کی طرف سے) ہوشیار کر دیا جاتا ہے (لیکن پھر بھی باز نہیں آتے) ان پر برسائی جانے والی بارش بہت بری ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں سورۃ الاعراف سورۃ التوبہ، سورۃ ہود، سورۃ النمل، سورۃ العنکبوت، سورۃ ق اور سورۃ القمر میں بھی اس قوم کے گناہوں اور ان پر نازل ہونے والے خدائی عذاب کا ذکر آیا ہے۔ پس ان تمام قرآنی آیات کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس قوم کو ان کے گناہوں کی پاداش میں زلزلہ اور مٹی و پتھروں کی طوفانی بارش کے ذریعہ ہلاک کیا گیا۔ آگ سے نہیں جلایا گیا تھا۔

(قسط نمبر 35، الفضل انٹرنیشنل 03 جون 2022ء صفحہ 10)

سوال: کسی کاروباری کمپنی میں نفع و نقصان کی شراکت کی شرط کے ساتھ سرمایہ کاری کرنے کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دار الافتاء کی ایک رپورٹ کے بارہ میں رہنمائی فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ یکم جولائی 2020ء میں ارشاد فرمایا:

جواب: دنیا کی بڑی بڑی کمپنیاں بھی کئی قسم کے کاروبار کرتی ہیں۔ کچھ کاروبار انہوں نے ظاہر کئے ہوتے ہیں، جن میں کسی قسم کی شرعی یا قانونی خلاف ورزی نہیں ہوتی لیکن کچھ کاروبار انہوں نے سائیڈ بزنس کے طور پر اختیار کئے ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے Pro-file میں Highlight نہیں کرتیں۔ اور ایسے کاروباروں میں بعض اوقات دینی یا قانونی قواعد وضوابط کا پوری طرح خیال نہیں رکھا گیا ہوتا۔ پس اگر کسی کمپنی کے کاروبار کی تفصیلات واضح ہوں یا آسانی سے ان کے کاروبار کی تفصیلات معلوم ہوسکیں اور ان میں کوئی غیر اسلامی یا غیر قانونی شق موجود ہو تو پھر ایسی کمپنی کے ساتھ نفع نقصان میں شراکت کی شرط کے ساتھ بھی کاروبار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ چونکہ آجکل اکثر مسائل زیر وزبر ہو گئے ہیں۔ لہذا کمپنی کے جو کاروبار نظر آرہے ہوں ان میں اگر کوئی غیر اسلامی یا غیر قانونی شق نہ ہو تو پھر نفع ونقصان میں شراکت کے ساتھ کاروبار میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اس کمپنی نے اپنے کاروبار کا کچھ حصہ سائیڈ بزنس کے طور پر رکھا ہوا ہے جس کے بارہ میں وہ اپنے شراکت داروں کو کچھ نہیں بتاتی تو پھر اس بارہ میں بلاوجہ وہم میں پڑنے یا خواہ مخواہ کرید کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ غیر قانونی ہے تو پھر اس سے علیحدگی کرلینی چاہیئے۔

(قسط نمبر 25، الفضل انٹرنیشنل 24 دسمبر 2021ء صفحہ 11)

سالانہ اجتماعات 2026ء

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے سالانہ اجتماعات کے لئے امسال مورخہ 23،24،25/ اکتوبر 2026ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی از راہ شفقت منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت اسکے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شامل ہو کر اس سے فیضیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اسی طرح اس اجتماع کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس

کامیابیوں کا بھی ایک وقت ہے۔ اس لئے صبر اور برداشت سے کام لینا چاہئے اور اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بھی اور آپ کے ماننے والوں نے بھی اسی صبر و برداشت سے کام لینا ہے کہ یہی اولوالعزم نبیوں اور ان کے ماننے والوں کا شیوہ ہے۔

خطبہ جمعہ 28، جنوری 2011ء

A Khaleel Ahmad,Melapalayam Dist.Tirunalveli and Kanyakumari,State.Tamilnadu

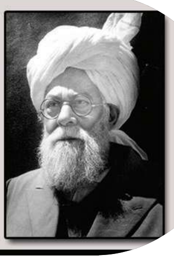

فتاویٰ مصلح موعودؓ

اصولِ شہادت

سلسلہ کی عدالتوں میں شہادت کے متعلق یہ اصول رہے گا کہ جن امور کے متعلق بیان دینے سے شریعت نے روک دیا ہے، اگر ان کے متعلق دورانِ شہادت میں قاضی کوئی سوال کرے تو گواہ کو کہہ دینا چاہیے کہ اس کے جواب میں مجھے ایسی باتیں ظاہر کرنی پڑیں گی جن میں حدودِ شریعہ کا سوال آجائے گا۔ اس لیے مجھے جواب دینے سے معذور سمجھا جائے۔ اگر اس کے بعد قاضی پھر مجبور کرے کہ سوال کا جواب دیا جائے تو ایسی صورت میں گواہ کو یہ کہنا چاہیے کہ اس امر کے متعلق مجھے اپیل کا موقع دیا جائے۔ جس پر عدالت کا فرض ہوگا کہ مقدمہ کی کارروائی کو روک کر مناسب موقع پر اپیل کر دے۔ اگر عدالت مرافع بھی گواہ کے خلاف اپیل کرے تو اس کا فرض ہوگا کہ اس امر کے متعلق خلیفہ وقت کے سامنے اپیل کرے۔ پھر اگر خلیفہ وقت بھی فیصلہ کرے کہ اسے اس سوال کا جواب دینا چاہیے تو اس کا فرض ہوگا کہ سوال کا جواب دے۔ لیکن اس صورت میں آیتِ گواہ ایسے الزام سے جو اس سوال کے جواب سے اس پر یا کسی دوسرے پر عائد ہوتا ہے، بری سمجھا جائے گا۔ بہر حال کوئی گواہ کسی عدالت کے سامنے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ ایسا کہنا عدالت کی ہتک سمجھا جائے گا۔ وہ صرف اپیل کی اجازت لے سکتا ہے، نیز اگر وہ اپیل کیے بغیر ایسے سوال کا جواب دے تو بھی وہ مجرم سمجھا جائے گا اور اس حصہ شہادت کو مسل سے خارج کیا جائے گا۔

(فائل فیصلہ جاتِ خلیفہ وقت نمبر ۱، صفحہ ۳۴ - دار القضاء، ربوہ)

الخبیثٰت للخبیثین (النور : ۲۷)

بعض لوگ اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں، اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔ لیکن یہ معنی واقعات کے بھی خلاف ہیں اور عقل کے بھی خلاف ہیں۔ قرآنِ کریم نے حضرت لوطؑ اور حضرت نوحؑ کی بیویوں کو مجرم قرار دیا ہے، تو کیا حضرت لوطؑ اور حضرت نوحؑ کو بھی مجرم قرار دیا جائے گا۔

یہ آیت درحقیقت ایک عام قانون پر مشتمل ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ الزام قبول کرنے سے پہلے ملزم کی عام حیثیت کو دیکھ لو۔ اگر وہ عام طور پر نیک سمجھا جاتا ہے تو بادی النظر میں الزام کو فوراً جھوٹا قرار دے دو۔ اسی طرح یہ بھی دیکھ لو کہ الزام لگانے والے کن اخلاق کے آدمی ہیں، اور آیا وہ گواہ عادل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ راستباز نہ ہوں یا ان کی دماغی کیفیت قابلِ تسلّی نہ ہو تو ان کی گواہی کسی صورت میں بھی قابلِ قبول نہیں سمجھی جائے گی۔ تاریخ قضاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام ابن تیمیہؒ کے خلاف ایک دعویٰ کیا۔ قاضی نے آپ کے خلاف سمن جاری کر دیا۔ اتفاقاً آپ اُسے ملنے چلے گئے۔ قاضی نے ان سے ذکر کیا کہ ایسا ایسا دعویٰ آپ کے خلاف ہوا ہے اور میں نے سمن جاری کر دیا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے کہا کہ آپ نے قرآن و حدیث کے حکم کے خلاف کیا ہے۔ آپ کو سمن جاری کرنے سے پہلے معاملے کی تحقیق کرنی چاہیے تھی، کیونکہ میری شہرت اس الزام کے خلاف ہے۔ پس چاہیے تھا کہ آپ مدعی سے ثبوت طلب کرتے، اور اگر کوئی معقول ثبوت اس کے پاس ہوتا تو پھر بے شک مجھے اپنی براءت پیش کرنے کے لیے بلاتے۔ قاضی نے ان کی اس دلیل کو قبول کرلیا اور ان کے سمن کو منسوخ کر دیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱)

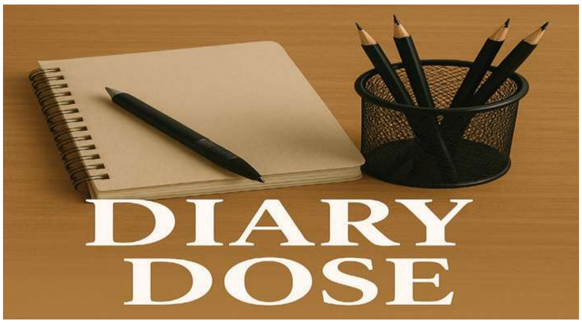

21/اکتوبر 2022ء
مربیان کرام اور ممبران عاملہ کو بعض قیمتی ہدایات

امریکہ اور قریبی ممالک میں خدمت کرنے والے مربیان سلسلہ کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں حضور انور نے انہیں نماز کی اہمیت کے بارے میں نصائح فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

”جب آپ اپنے سنٹر میں ہیں تو پانچ وقت نمازوں کیلئے اپنا سنٹر کھولیں یا مسجد ہے تو مسجد کھولیں اور ان کو پتا ہو کہ مربی صاحب available ہیں۔ پھر اپنی عبادتوں کے جو دوسرے معیار ہیں وہ بلند کریں۔ دعاؤں کی طرف، تہجد کی طرف، نوافل کی طرف، قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی طرف، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور لٹریچر پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔“

حضور انور نے مربیان کو عزم اور صبر و تحمل پیدا کرنے کی بھی تاکید فرمائی۔حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

”باربار نصیحت کا حکم ہے۔قرآن کریم نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے اور نصیحت کیلئے کہا ہے۔ ذکّر کا ہی حکم ہے کہ تمہارا کام کہنا ہے کہتے چلے جانا ہے، تھکنا نہیں۔ جہاں تھکے وہاں کام خراب ہو گیا۔ مجھے چاہے سال لگے۔ 2سال لگے، 3 سال کے بعد یا چار سال کے بعد اگر میری ٹرانسفر ہوتی ہے تو جتنا عرصہ میں یہاں (جہاں تقرری ہو) رہوں میں نے اپنی پوری کوشش کر لینی ہے۔ خاص طور پر نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملائیں۔ اگر نوجوان active ہو جائیں اور ان کو برائیوں سے بچالیں گے تو پھر بوڑھوں کو بھی تھوڑا سا احساس پیدا ہو گا کہ ہاں مربیان کام کر رہے ہیں۔

ممبران نیشنل عاملہ سے گفتگو

مربیان کے ساتھ میٹنگ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ کی۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام نئے عہدیداران جو حال ہی میں مقرر کیے گئے ہیں۔ ایک عہد ہے۔نیشنل مجلس عاملہ نے عہد دوہرایا جس کا کچھ حصہ یوں تھا۔

”میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرتے ہوئے یہ عہد کرتا ہوں کہ نظامِ جماعت کی طرف سے جو کام میرے سپرد ہوا ہے اس کو پوری محنت اور دیانتداری کے ساتھ سرانجام دینے کی کوشش کروں گا۔میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفا کروں گا اور نظامِ خلافت کا ہمیشہ وفادار رہوں گا۔میں نظامِ خلافت کے استحکام اور حفاظت کے لئے آخری دم تک جدو جہد کرتا رہوں گا اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتا رہوں گا۔“

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ”ہر جماعت میں ہر عاملہ ممبر اس کو دوہرائے گا۔عہد کا تصور دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا تصور تھا۔آپ نے فرمایا تھا کہ انجمن کے ممبران اور دیگر عہدیداران کے لئے عہد ہونا چاہئے۔گو آپ کے دور میں تو اس کی تعمیل نہیں ہوسکی تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے عہد خلافت میں اس کے الفاظ منظور فرمائے تو آپ کے دور میں اس کے اکثر حصہ کی عبارت مرتب ہوئی۔ پھر بھی اس کو جماعتوں میں لاگو کرنے کے لئے نہیں بھجوایا گیا تاہم اب معمولی اضافہ کے ساتھ میں نے اس کو جماعتوں میں بھجوایا ہے۔میرے خیال میں یہ فائدہ مند ثابت ہو گا۔لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو گا۔“

This Week With Huzoor 21-10-2022

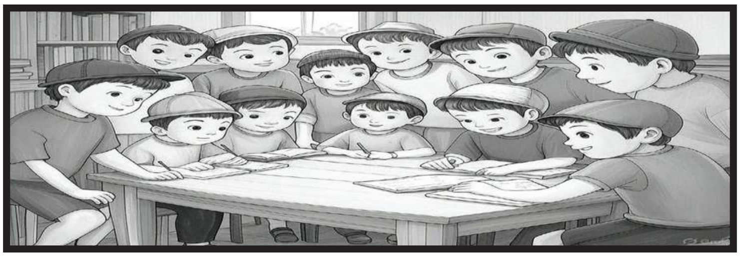

بزم اطفال

احمد کی کامیابی کا راز

احمد بہت پیارا بچہ تھا۔ وہ ہمیشہ اسکول میں استاد کی بات غور سے سنتا اور جو کچھ سمجھایا جاتا، اسے فوراً سمجھ لیتا۔ اسکول کے بعد جب گھر آتا تو تھوڑا آرام کرنے کے بعد فوراً اپنا ہوم ورک کرنے لگتا۔ وہ جانتا تھا کہ پڑھائی اس کی سب سے اہم ذمہ داری ہے۔

لیکن احمد صرف پڑھائی کا ہی نہیں بلکہ کھیل کا بھی شوقین تھا۔ جب وہ ہوم ورک ختم کر لیتا تو محلے کے دوسرے بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیلنے چلا جاتا۔ اس کے ابّو امّی اسے کھیلنے کی پوری آزادی دیتے، مگر ایک شرط پر کہ وہ وقت پر نماز پڑھ لے۔

احمد نے کبھی بھی نماز میں کوتاہی نہیں کی۔ جیسے ہی عصر کی اذان ہوتی، وہ فوراً وضو کر کے نماز پڑھ لیتا۔ اسی طرح باقی نمازیں بھی وقت پر ادا کرتا۔ اس کے ابّو اکثر کہتے، "بیٹا، نماز ہمیں اللہ سے جوڑتی ہے اور زندگی میں کامیابی دیتی ہے۔"

ایک دن اسکول میں سالانہ امتحانات کا اعلان ہوا۔ احمد نے پہلے سے بھی زیادہ محنت شروع کر دی۔ وہ صبح سویرے اٹھ کر نماز پڑھتا پھر قرآن پاک کی تلاوت کرتا، پھر ناشتہ کر کے اسکول جاتا۔ اسکول سے واپسی پر کھانا کھا کر تھوڑا آرام کرتا، پھر ہوم ورک اور امتحانات کی تیاری میں لگ جاتا۔ شام کو تھوڑی دیر کھیلتا، مگر مغرب کی نماز کے بعد دوبارہ پڑھائی شروع کر دیتا۔

امتحان کے دن احمد نے بہت اچھا لکھا۔ جب نتیجہ آیا تو وہ پورے اسکول میں اول آیا۔ استاد نے اسے اسٹیج پر بلا کر انعام دیا اور کہا، احمد! تم نے ثابت کر دیا کہ اگر انسان محنت کرے، وقت کی پابندی کرے، اپنے رب کو یاد رکھے اور اپنے والدین کا کہنا مانے، تو کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔"

تمام بچوں نے احمد کی داد دی اور اب وہ سب احمد کی طرح محنت کرنے، نمازیں پڑھنے اور اپنے والدین کی اطاعت کرنے لگے۔ احمد کی کہانی نے سب کو یہ سبق دیا کہ زندگی میں کامیابی تبھی ملتی ہے جب ہم اپنے فرائض کو پورا کریں، اللہ کو یاد رکھیں، اور اپنے والدین سے محبت کریں اور انکی کامل اطاعت کریں۔

اعلان نتیجہ انعامی مقالہ نویسی نظارت تعلیم قادیان

ہندوستان بھر کے احمدی طلباء طالبات ومرد وخواتین کے اندر مقالہ نویسی کی قابلیت کوفروغ دینے کے لئے اور ان کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے ہر سال نظارت تعلیم قادیان کی جانب سے مقابلہ انعامی مقالہ نویسی کروایا جاتا ہے۔
امسال 2025-26 ء کے لئے انعامی مقالہ نویسی کا عنوان ذیل کے مطابق دیا گیا تھا۔

1) گروپ (A) 12th to 8th کلاس کے طلباء وطالبات

عنوان: صلوۃ ایمان اور قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ

2) گروپ (B): UG,PG,Ph.D طلباء وطالبات

عنوان: سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وژن کے مطابق عالمی امن کے قیام کے لئے احمدی نوجوانوں کا کردار اور ذمہ داریاں

اس مقابلہ میں اول، دوم، سوم حاصل کرنے والے طلباء کے اسماء کا اعلان اطلاع کیا جارہا ہے۔ جسکی تفصیل ذیل کے مطابق ہے۔

نتیجہ انعامی مقالہ نویسی برائے سال 2025-26ء

گروپ:A

نمبر شمار	اسماء مقالہ نویس	جماعت	پوزیشن	رقم
1	مکرم فاران احمد صاحب	قادیان	اول	2500
2	عزیزہ این نوحا	منجیشور، کیرالہ	خصوصی	500
3	مکرمہ افروزہ بیگم صاحبہ	شید اباری، آسام	خصوصی	500

گروپ:B

نمبر شمار	اسماء مقالہ نویس	جماعت	پوزیشن	رقم
1	مکرمہ امتہ المجیب سلطان صاحبہ	شیمو گہ، کرناٹک	اول	5000
2	مکرمہ تاشفہ آصف صاحبہ	محبوب نگر، تلنگانہ	دوم	3000
3	مکرمہ سیدہ سعدیہ حمید صاحبہ	حیدرآباد	سوم	2000

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

'Guidance for the Attendees of Jalsa Salana (Annual Convention)'

Summary of the Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul Masih V(aba) on 25th July 2025 at Masjid Mubarak, Islamabad, Tilford, UK

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad(aba) said that today, the Jalsa Salana (Annual Convention) UK will commence.

His Holiness(aba) said that the Promised Messiah, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad(as) stated that this Convention is of great importance, as it contains programmes for the intellectual, moral and spiritual betterment of the Community. His Holiness(aba) prayed that may Allah enable everyone to truly benefit from the Jalsa Salana.

His Holiness(aba) said that he would now address the volunteers and attendees of the Jalsa.

Guidance for the Hospitality of Volunteers at Jalsa Salana

His Holiness(aba) said that Islam lays great emphasis on the treatment of guests. The Holy Prophet(sa) instructed to give the due rights to guests. In light of this, the companions would forfeit their own rights in order to tend to their guests. There is a famous incident where the Holy Prophet(sa) assigned a guest to stay at the home of one of his companions. When the companion asked his wife if there was anything to eat at home, she said it was only enough for the children. Hence, they put the children to sleep so that they would not feel hungry, and then the husband and wife sat with their guest in the dark after presenting him food, so he would not realise that they were not eating alongside him. God informed the Holy Prophet(sa) about this, and the next day, the Holy Prophet(sa) said to the companion that the manner in which he had fed his guest that previous night greatly pleased God and made Him laugh.

His Holiness(aba) said that this is the standard of hospitality, and so, those guests of the Promised Messiah(as) who are visiting to attend the Jalsa should be tended to and treated with hospitality and the utmost care. The volunteers should ensure this, and even if they have to hear anything harsh from a guest, they should remain patient while continuing to discharge their duties at the highest level, while exhibiting the highest moral standards.

Hospitality of the Promised Messiah(as)

His Holiness(aba) said that there is a famous incident of the Promised Messiah's(as) hospitality, which we should not simply enjoy upon hearing but should use to inspire our own treatment of the guests of the Promised Messiah(as). Some guests arrived in Qadian and, upon reaching the Langar Khana (Kitchen of the Promised Messiah(as)), they were met by some workers whose demeanour was not ideal towards them, causing the guests to become upset. And so, they got back on the carriage they had arrived in and left. Upon learning of this, the Promised Messiah(as) became displeased. He quickly left his home without any time to even properly put on his shoes. Nonetheless, he went after the guests on foot and caught up with them after some time. He brought them back with him, saying that they should remain seated in their carriage, and he would accompany them on foot. The guests did not feel this was right and insisted that they also travel on foot. In any case, they returned to Qadian, and the Promised Messiah(as) himself offered to unload their belongings. Already ashamed of their prior behaviour, the workers rushed forward to unload the luggage. Seeing as the guests were from Assam, the Promised Messiah(as) had special arrangements made for their food.

His Holiness(aba) stated that it should be mentioned here that the Promised Messiah(as) instructed that during the Jalsa Salana, one type of food should be cooked at a time, due to the large number of guests.

His Holiness(aba) related another incident of the Promised Messiah's(as) hospitality, narrated by Mufti Muhammad Sadiq(ra). He states that he visited Qadian and upon his arrival, the Promised Messiah(as) had him sit in the mosque, and said that he would arrange for some food. Mufti Muhammad Sadiq(ra) thought that he would send someone with food, but a few moments later, the Promised Messiah(as) emerged carrying a tray of food himself, which he gave to Mufti Muhammad Sadiq(ra), saying that he would return with some water. This brought tears to Mufti Muhammad Sadiq's(ra) eyes, seeing his leader treating him with such hospitality.

His Holiness(aba) said that the Promised Messiah(as) taught that all guests should be treated equally, irrespective of their background or where they are from. The guests of the Promised Messiah(as) have come to attend the Jalsa, and so they should be treated with the utmost respect. Similarly, the Promised Messiah(as) expected the highest level of moral standards whilst discharging duties, and there should be an effort to fulfil this expectation of the Promised Messiah(as) even today, by all volunteers, no matter what their duty may be.

His Holiness(aba) said those working in the Langar Khana should ensure to

provide enough food for the guests and should cook high quality food. Cleanliness should always be tended to, as the Holy Prophet(sa) said that cleanliness is part of faith. Those on discipline duty should lovingly and carefully encourage guests to attentively listen to the Jalsa proceedings. No matter the duty, all volunteers should strive to fulfil the expectations of the Promised Messiah(as).

His Holiness(aba) said that he also wished to say to the guests that they have come to the Jalsa in order to attend the Jalsa proceedings. Hence, from their perspective, they should not concern themselves with the arrangements of the Jalsa, or whether they are being treated properly or whether a volunteer has spoken in an unbecoming manner. Their only concern should be to obtain spiritual nourishment from the Jalsa Salana and this is what they should strive to achieve. Of course the hosts must strive to fulfil the duties of hospitality; however, at the same time, if guests do find any shortcoming in this regard, then they should overlook it. All those who are working are volunteers and not experts in their fields. There are even youngsters and youth who are performing various duties, with others who are high-ranking professionals in their fields. They have all presented themselves as volunteers to serve the guests of the Promised Messiah(as). When guests overlook any shortcomings, they will be achieving the purpose for which they have come to the Jalsa.

Keeping the Objective of the Jalsa in Mind

His Holiness(aba) said that all guests should be mindful of the purpose of their attending the Jalsa. This can only be done by exhibiting the highest morals and remaining engaged in the remembrance of Allah.

His Holiness(aba) said that after having eaten, guests should not linger in the food hall, as there are many guests that need to be accommodated and need to be given the opportunity to eat. Similarly, guests will be given as much food as they require, however, food should never be wasted. The example of the Promised Messiah(as) is such that once the organisers had forgotten to arrange food for the Promised Messiah(as) and all the food had finished. The Promised Messiah(as) said that he would eat whatever leftover food might be left on the tables. He practically showed that we must not waste any food.

His Holiness(aba) said that both guests and volunteers have the shared goal of intellectual, moral and spiritual reformation. Hence, everyone must come together to fulfil these goals. There could be times, despite best efforts, where there could end up being a shortage of food. In such instances, a statement of the Holy Prophet(sa) should be remembered, when he said that the food for two people can

be enough for three, and the food for three people can be enough for four.

His Holiness(aba) said that guests should strive to help create ease for the volunteers. They should clean up after themselves, after they have eaten. If they purchase anything from the bazaar they should dispose of wrappers and other similar things in the trash bins. Similarly, if anyone witnesses anything unbecoming, they should quietly move along whilst seeking God's forgiveness. With regards, to feeding the children, sometimes their plates are filled whereas. they cannot eat that much, ultimately causing the food to go to waste. Hence, children should be given food in a smaller amount at a time, even if they have to be given food multiple times.

His Holiness(aba) said that when it comes to the proceedings of the Jalsa, the Promised Messiah(as) stated that guests should listen attentively to the speeches, and they should not simply become impressed with oratory skills, rather they should focus on the essence of the message. Every Ahmadi should bear this in mind, that they are here to listen to the proceedings in order to attain the blessings and pleasure of Allah. Whatever they do should be for the sake of pleasing Allah, and hence, these days especially should be spent in the constant remembrance of Allah. The remembrance of Allah purifies the hearts, and causes one to become the recipient of God's blessings.

His Holiness(aba) said that these three days can only be beneficial when guests listen to the messages being conveyed and strive to implement them, whilst also remaining engaged in the remembrance of Allah. The Promised Messiah(as) was concerned and said that if these things are not borne in mind and brought into implementation, then there will be no purpose for attending the Jalsa.

His Holiness(aba) said that another purpose for the Jalsa is to increase brotherhood and eliminate any enmity. This is the Islamic atmosphere, hence, the guests must strive to bring about this atmosphere. Similarly, a lofty purpose of the Jalsa is to exhibit the highest morals. Hence, volunteers and guests alike should be vigilant in ensuring that they always exhibit the highest morals.

His Holiness(aba) said that during the Jalsa, wherever someone might be staying, or wherever they might be, including the various mosques, they should always remain mindful of the neighbours and ensure to exhibit the highest moral character. They should obey the rules of the road, even when there is traffic.

His Holiness(aba) said that separate marquees have been allocated for mothers with children. They should ensure not to be talking to one another even in that marquee, but should still attentively listen to the Jalsa proceedings. Many mothers occupy their children so that they remain quietly seated. Sometimes when there is

some noise being made and a volunteer requests for there to be silence, this should not be met with an angry response. Similarly, the volunteers themselves should also remain calm and polite.

His Holiness(aba) said that when it comes to parking and the security gates, guests should cooperate with the volunteers in order to ensure the smooth flow of traffic. All guests should remain vigilant of their surroundings and report any sort of suspicious activity. Guests should always have their ID cards so they can be checked. Guests should not leave valuables in their tents but should keep them with themselves.

His Holiness(aba) prayed that may Allah enable everyone to fully benefit from the Jalsa, obtain its blessings, and upon returning home from the Jalsa, may they have reaped the blessings of Allah the Almighty. May Allah always bless everyone and their progeny, making Ahmadis beneficial in this world. May this movement remain until the end of days.

His Holiness(aba) said that like in previous years, there are various and beneficial exhibitions which guests should visit. There are also new books at the bookstall which guests should visit. During the breaks, guests should not only visit the bazaar, but should also benefit from this spiritual nourishment as well. May Allah enable everyone to do so.

(Summary prepared by The Review of Religions)

CKS TIMBERS
"the wood for all Your needs"
TEAK,ROSEWOOD,IMPORTED WOODS,SAWN SIZES & WOODEN FURNITURE,CRANE SERVICE
VANIYAMBALAM - 679339,MALAPPURAM Dt. ,KERALA
Mobile:9447136192,9446236192,9746663939
:cktimbers@gmail.com
:www.ckstimbers.com

H.A. GHOURI
9848955134
7013492780
GHOURI ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
Suppliers of All Spare Parts of Rolling Shutters Specialist in: Gear & Remote Shutters

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

”انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔“
(کلام امام الزمان)

The Acceptance of Prayer and My Personal Experience

Er. Khaleeq Ahmad naik.
Korel, Kulgam "Zone A" Kashmir

The Definition of Dua
The Essence of Worship

The Prophet Muhammad (sa) emphasized that the act of asking is, in itself, the highest form of devotion because it strips away human ego.

الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ

Dua is worship

(Sunan Abi Dawud, 1479; Sunan al-Tirmidhi, 2969)

By making Dua, a believer fulfills the purpose of their creation as stated in the Holy Quran

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

And I did not create the jinn and mankind except to worship Me

(Surah Adh-Dhariyat, 51:57).

The Divine Command
Call Upon Me

The certainty of acceptance is rooted in the "Contract of Response" initiated by Allah Himself in Surah Ghafir 40:61

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي
سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ

"And your Lord says, 'Call upon Me; I will respond to you.' Indeed, those who are too proud for My worship will surely enter Hell in humiliation."

In another verse Allah says:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ
أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ
فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

"And when My servants ask you concerning Me, surely I am near. I answer the prayer of the supplicant when he calls upon Me. So they should respond to Me and believe in Me, that they may be rightly guided."

The Mechanism of Qabooliyat
How Prayers are Answered

To address the human feeling of "unanswered" prayers, the Prophet (saw) provided a detailed explanation of Divine Wisdom.

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا

Translation & Reference:

"There is no Muslim who supplicates with a prayer that does not contain sin or the breaking of family ties, except that Allah will give him one of three things:

1. Either He will hasten his response in this world,
2. Or He will store it for him [as a reward] in the Hereafter,
3. Or He will divert an equivalent evil from him.

(Musnad Ahmad, 11133; Al-Adab Al-Mufrad, 710)

The Philosophy of the "Zinda Khuda" (Living God)

The Ahmadiyya perspective on Qabooliyat-e-Duʻā (acceptance of prayer) is rooted in the belief that God is a Living and Active Being who responds to His servants. The Founder of the Ahmadiyya Muslim Community, Mirza Ghulam Ahmad, taught that the greatest living proof of God's existence is the acceptance of prayer.

According to him, while the laws of nature operate in the world, the Creator of those laws is not bound by them. The same God who established the system of causes can also manifest His special power in response to sincere prayer. When a believer reaches a state of Idhtirār (extreme distress and heartfelt sincerity), Allah may bring about events through what he described as a "new manifestation of Divine will."

Excerpts from the writings of Mirza Ghulam Ahmad (Urdu):

دعا کا اثر تو ایک ایسا امر ہے کہ کروڑہا راست بازوں نے اس کو آزمایا ہے۔ دعا میں وہ خاصیت ہے کہ وہ خدا کے فضل کو کھینچ لاتی ہے۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ ۵۶۴)

نیز آپؑ نے فرمایا:

دعا ایک ایسی چیز ہے کہ اگر وہ صدق اور صفائی سے کی جائے تو قادرِ مطلق خدا کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

(ملفوظات، جلد ۳، صفحہ ۲۰۱)

ہمارا خدا وہ خدا ہے جو آج بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور آج بھی بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور آج بھی سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔

(کشتیِ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۱)

پھر اسی کتاب میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

وہ مردہ خدا نہیں ہے بلکہ زندہ خدا ہے۔ وہ اپنے نشانوں سے اپنے تئیں دکھاتا ہے۔

Illustration of Divine Mercy

In Barakat-ud-Dua (Blessings of Prayer), Mirza Ghulam Ahmad used a beautiful analogy to explain the relationship between God and His servant:

"The relationship between a servant and God is like that of a child and its mother. When a child cries out in hunger, the mother—driven by an innate love—rushes to provide milk. If a mere human mother possesses such mercy, how much more will the Source of all Mercy respond when His servant cries out in prayer."

Conditions for the Acceptance of Dua

For the acceptance of Duʻā, six key conditions include:

1. Lawful sustenance (Halal earnings)
2. Concentration and presence of heart
3. Patience and avoidance of impatience
4. Righteous actions
5. Humility and sincerity
6. Consistency and persistence in prayer

Personal experience

Success After Narrow Misses

The existence of a Living God is most clearly seen when human effort reaches its limit and Divine Grace takes over. My first personal encounter with this

reality occurred during a grueling period of academic trials. I was consistently "narrowly missing"the qualifying marks for my exams. To the world, this was a failure of strategy; to me, it was a crisis of the soul.

I turned to Tahajjud, the pre-dawn prayer. In the silence of the night, I realized that I was not praying to a distant, indifferent force, but to a Zinda Khuda who is closer to me than my jugular vein.

The response was a divine "opening"(Fath). The "delay" in my Qabooliyat was not a denial, but a preparation for a greater manifestation of Power. After those nights of tearful supplication, the tide turned completely: I qualified for four exams in a row. This was the "Living God"demonstrating that He can turn a streak of failures into a miracle of consecutive successes.

The Second Sign: Rizq from the Unseen

The second proof of God's "Living"nature in my life was a miracle of Immediate Provision. I found myself in a state of dire financial need. The pressure was suffocating, and there was no worldly door left to knock on. Once again, I took my plea to the Court of the Almighty during Tahajjud.

The very next day, while walking down a road, I found a note of money. It was not a small coincidence; the amount was exactly sufficient to meet my urgent needs. This was a literal manifestation of the Quranic promise:

"And He will provide for him from where he expects not. And whoever relies upon Allah - then He is sufficient for him." (Surah At-Talaq, 65:4)

This experience proved that the God of the Ahmadiyya faith is a God of the Present. He heard a specific prayer in the dark of the night and placed the answer on a physical path the very next day

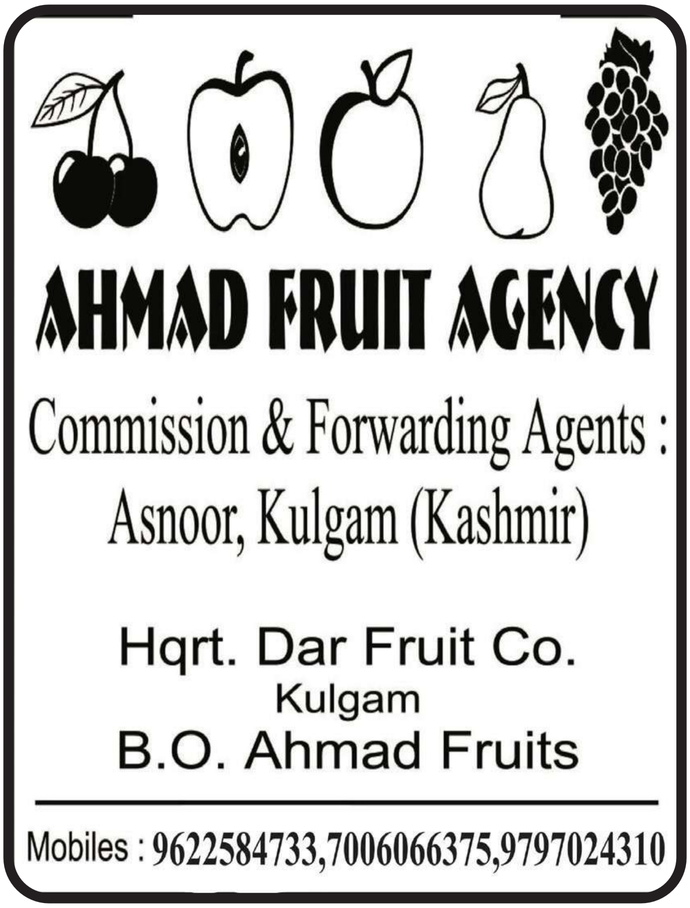

Rules of Engagement in Islam vs. Modern Warfare in Gaza and Iran

A Moral Contrast

The ethical framework for warfare in Islam, as outlined in the Qur'an and the teachings of The Holy Prophet Muhammad (peace be upon him), sets a high moral standard that prioritizes justice, mercy, and the protection of human life. These principles are not abstract ideals but practical guidelines meant to regulate even the harsh reality of war. However, when these teachings are placed alongside the realities of modern warfare—particularly in Gaza and the ongoing conflict involving Iran—the contrast becomes deeply striking. Verified reports and humanitarian data reveal the immense scale of civilian suffering, raising serious moral questions about the conduct of contemporary war.

War Only for Justice and Self-Defense

Islam makes it clear that war is never a tool for aggression or expansion. It is permitted only in self-defense or to remove oppression. The Qur'an commands, "Fight in the way of Allah those who fight you, but do not transgress. Indeed, Allah does not like transgressors" (2:191), and further clarifies, "Permission [to fight] has been given to those who are being fought, because they were wronged" (22:40). These verses establish that war must remain limited, justified, and morally restrained.

In contrast, modern warfare often extends far beyond immediate defensive needs. Since October 2023, the war in Gaza has reportedly resulted in over 75,000 deaths, with a large majority being civilians. The sheer scale of casualties and destruction raises concerns about whether the principle of restraint—so central in Islam—is being upheld. Similarly, in the recent conflict involving Iran, large-scale strikes have led to significant civilian casualties, reflecting a pattern where warfare impacts entire populations rather than just combatants.

Protection of Civilians vs. Civilian Casualties

One of the most emphasized principles in Islam is the absolute protection of civilians. The Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) strictly forbade harming those not involved in combat. He said, "Do not kill women or children or an aged, infirm person" (Sunan Abu Dawood). When he saw a woman killed

in battle, he questioned it, saying, "She was not fighting. Why was she killed?" (Sahih al-Bukhari). These teachings clearly establish that non-combatants must never be targeted.

However, the reality in Gaza reflects a tragic departure from this principle. A significant proportion of those killed are women and children, with some estimates indicating that over half of the casualties belong to these vulnerable groups. The use of airstrikes in densely populated areas has led to entire families being wiped out within moments. In the Iran conflict, reports indicate that over 1,400 civilians, including more than 200 children, have been killed in recent strikes. Such outcomes directly contradict the Islamic command to protect innocent life at all costs.

Sanctity of Hospitals and Schools vs. Their Destruction

Islam places great importance on preserving institutions that sustain human life and dignity. The Qur'an highlights the protection of places of worship (22:41), while the Prophet (peace be upon him) instructed his followers not to destroy inhabited places or cut down fruit-bearing trees. These teachings reflect a broader principle: war should not dismantle the foundations of civilian life.

Yet, in Gaza, hospitals and schools have not been spared. Healthcare systems have been pushed to the brink, with many facilities damaged or rendered inoperative. Reports indicate that tens of thousands of injured individuals struggle to receive proper medical care, while thousands require urgent evacuation. Schools and shelters, which should serve as safe havens, have also been struck. In Iran, similar reports suggest that dozens of healthcare facilities and thousands of civilian buildings have been damaged. Such incidents stand in stark contrast to the Islamic obligation to protect life-supporting institutions

Restraint vs. Overwhelming Force

Islamic teachings strongly emphasize restraint and proportionality. The Qur'an commands, "And do not transgress. Indeed, Allah does not love the transgressors" (2:191), and allows only equivalent response to harm while encouraging patience as a higher virtue (16:127). The Prophet (peace be upon him) further prohibited acts of cruelty, including mutilation.

In modern warfare, however, the use of overwhelming force often leads to destruction far beyond intended targets. In Gaza, entire neighborhoods have been reduced to rubble, and essential infrastructure has collapsed. Studies suggest that a significant portion of buildings has been destroyed or severely damaged. In the Iran conflict, tens of thousands of civilian structures have reportedly been affected, with millions displaced. This scale of destruction

raises serious concerns about the absence of restraint that Islam so strongly emphasizes.

Humane Treatment of Prisoners

Even in dealing with enemies, Islam promotes compassion. The Qur'an praises those who feed captives despite their own needs (76:9), and the Prophet (peace be upon him) instructed, "Treat the prisoners of war kindly" (Sahih Muslim). Historical examples show that prisoners were often treated with dignity and, in many cases, released without harm.

In contrast, modern conflicts do not always reflect such humane treatment. Reports from various regions indicate that detainees may face harsh conditions, reflecting a gap between ethical ideals and practical realities.

Inclination Toward Peace

Islam consistently encourages peace whenever it is possible. The Qur'an states, "And if they incline to peace, then incline to it [also]" (8:62), showing that reconciliation is always preferable to continued violence.

However, in Gaza and Iran-related conflicts, cycles of violence continue with limited success in achieving lasting peace. Even when ceasefires are announced, hostilities often resume, prolonging the suffering of civilians and preventing meaningful recovery.

Mercy and Forgiveness vs. Cycles of Violence

Mercy lies at the core of Islamic teachings. The Prophet Muhammad (peace be upon him) is described as "a mercy to the worlds" (21:108), and his life reflects this principle. During the conquest of Makkah, he forgave his enemies despite years of persecution. He also said, "Whoever is not merciful will not be shown mercy" (Sahih al-Bukhari).

In contrast, the humanitarian crises in Gaza and the suffering in Iran reflect a severe absence of mercy. Civilians face displacement, hunger, trauma, and loss. In Gaza alone, millions have been affected, with shortages of food, water, and medical supplies. Similarly, in Iran, millions have reportedly been displaced due to ongoing conflict. These realities highlight how modern warfare often lacks the compassion that Islam places at its center.

Accountability vs. Impunity

Islam teaches that every action is accountable before Allah. This belief creates a strong moral discipline, ensuring that even in war, injustice is avoided.

In modern conflicts, accountability is often unclear. Allegations of civilian harm and destruction are frequently debated, but justice is not always visibly enforced. This lack of accountability can lead to continued violations and prolonged suffering.

Conclusion

The rules of engagement in Islam present a deeply humane and morally grounded framework for warfare. They emphasize justice, restraint,

and compassion, ensuring that even in conflict, human dignity is preserved. These principles include fighting only in self-defense, protecting civilians, preserving essential institutions, limiting force, treating prisoners humanely, and always striving for peace.

When compared with the realities of modern warfare in Gaza and Iran—where tens of thousands have been killed, millions displaced, and essential infrastructure destroyed—the difference becomes profoundly clear. This contrast is not merely theoretical; it reflects the difference between a system guided by moral responsibility and one often shaped by political and military interests.

In the end, Islam offers a timeless reminder: even in war, humanity must not be abandoned. True strength lies not in destruction, but in justice, restraint, and mercy.

HR
Sk. Anas Ahmad
Mob : 9861084857
9583048641
email : anash.race@gmail.com

H. R. ALUMINIUM & STEEL
We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works
Sliding Window, Door, Partition, ACP Work,
Glazing, Steel Railing etc.
Sivananda Complex, Machhuati, Near Salipur SBI

Prop. Mahmood Hussain
Cell : 9900130241
MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire
Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

O.A. Nizamutheen
Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait
Cell : 9943030230
N
O.A.N. Doors & Steels
All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.
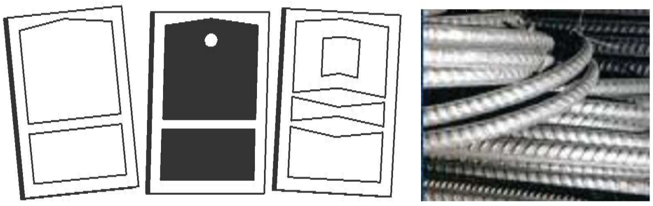
T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

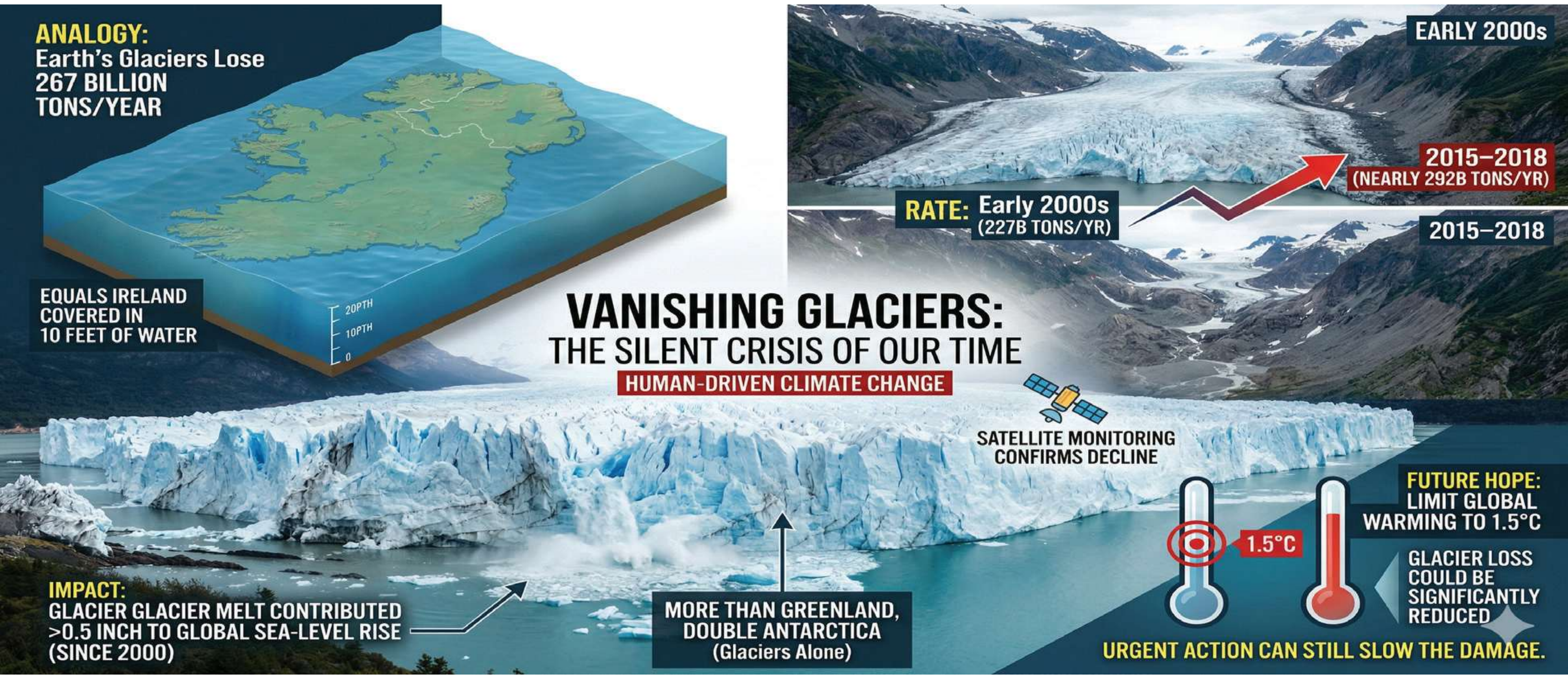

Imagine a pool of water covering the entire country of Ireland, about 10 feet deep. That's roughly equal to 267 billion metric tons of water—the amount Earth's glaciers have been losing every year. It's a number so huge that even scientists struggle to fully grasp it.

Between 2000 and 2019, more than 200,000 glaciers across the world—excluding the massive ice sheets of Greenland and Antarctica—lost ice at an alarming rate. What's more concerning is that this melting is accelerating. In the early 2000s, glaciers lost around 227 billion metric tons annually, but by 2015–2018, that number had jumped to nearly 292 billion.

Glaciers are not just frozen landscapes; they are lifelines. In regions like the Andes and parts of Asia, they provide essential freshwater for millions of people. In Europe, they support tourism and local economies. Beyond their practical value, glaciers also carry cultural and emotional significance, forming part of human identity and heritage.

Their disappearance is already impacting the planet. Meltwater from glaciers has contributed over half an inch to global sea-level rise since 2000—more than the contribution from Greenland and double that of Antarctica during the same period. This rise threatens coastal communities worldwide.

Scientific advancements, especially satellite technology, now allow us to monitor glaciers with remarkable accuracy. These tools confirm a clear and troubling trend: human-driven climate change is the primary cause of this rapid melting. Greenhouse gas emissions have pushed glaciers into a state of long-term decline.

Even if emissions stopped today, glaciers would continue shrinking for decades due to existing warming. However, the future is not entirely fixed. If global temperatures are limited to 1.5°C, as targeted in international agreements, glacier loss could be significantly reduced.

The message is clear: glaciers are disappearing, but with urgent action, we can still slow the damage.

National Geographic December 2021

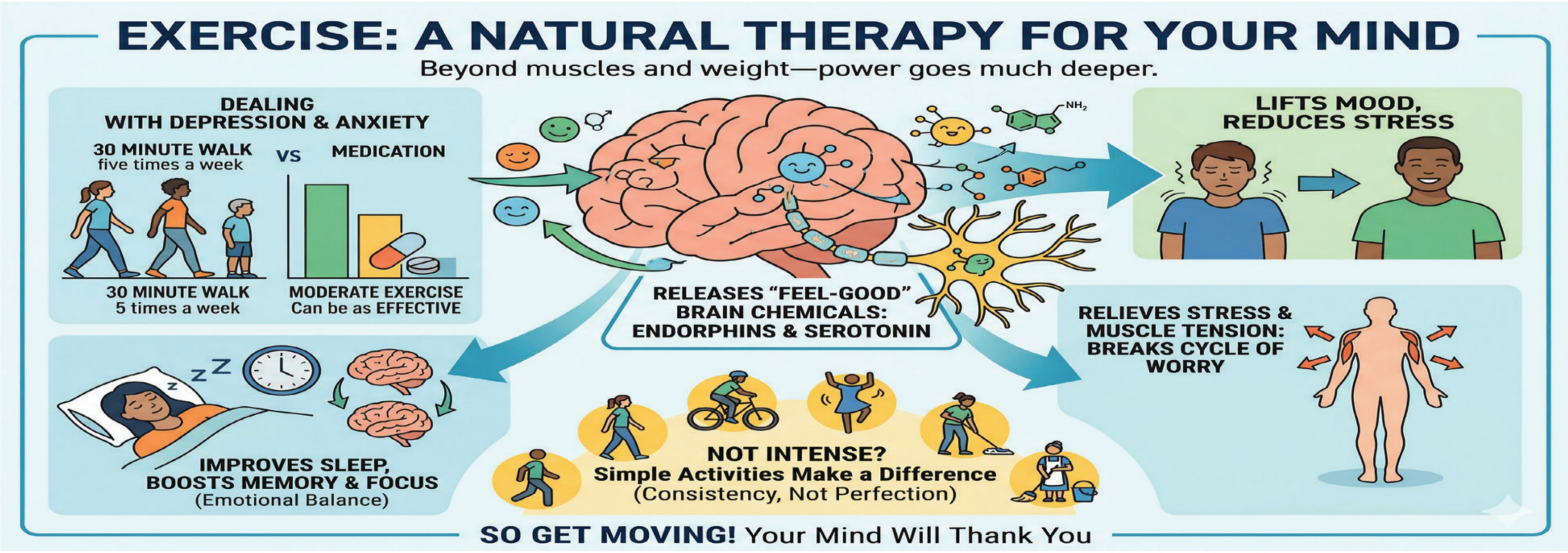

HEALTH & FITNESS CORNER

Exercise is often seen as a way to build muscles or lose weight—but its real power goes much deeper. It plays a huge role in keeping our mental health strong, stable, and positive.

When you exercise, your brain releases chemicals called endorphins—basically your body's natural "feel-good" hormones. These help lift your mood, reduce stress, and give you a sense of calm. That's why even a simple walk can make you feel lighter and more relaxed.

Regular physical activity is especially helpful in dealing with conditions like depression and anxiety. Studies show that even moderate exercise—like 30 minutes of walking five times a week—can reduce symptoms significantly. In some cases, it can be as effective as medication for mild depression, but without side effects.

Exercise also improves sleep, which is directly linked to mental well-being. When you sleep better, your mind functions better—you feel more focused, less irritable, and more emotionally balanced. It also boosts memory and concentration by improving blood flow to the brain.

Another important benefit is stress relief. When you're stressed, your body becomes tense. Exercise helps release that built-up tension, relaxing both your muscles and your mind. It breaks the cycle of overthinking and worry.

What makes exercise truly powerful is that it doesn't have to be intense. You don't need a gym or fancy equipment. Simple activities like walking, cycling, gardening, or even doing household chores can make a real difference. The key is consistency, not perfection.

In a fast-paced world where mental pressure is common, exercise acts like a natural therapy. It builds resilience, improves self-confidence, and helps you handle life's challenges better.

So, the next time you feel low or stressed, don't just sit with it—get moving. Your mind will thank you.

REPORTS
From across India

ملکی رپورٹس

Service Beyond Faiths

Khuddam-ul-Ahmadiyya Qadian Organize Community Service Drive

Khuddam (youth) of Qadian organized a comprehensive service drive on March 3, 2026. Following the significant Sikh pilgrimage of Sang to Dera Baba Nanak, the volunteers stepped forward to ensure the comfort and well-being of the pilgrims and the local environment.The programm took a threefold initiative performing Waqar-e-Amal, providing Refreshments and First Aid.

Interfaith Iftar Program 2026

1. Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Chennai successfully organized an Interfaith Iftar program on the evening of 14 March 2026. The event witnessed the participation of 29 distinguished guests from various fields, who joined the Khuddam for the breaking of the fast. Following the Iftar, a valuable interactive session was held where meaningful conversations took place. The program was presided over by respected local Ameer, Mr. K. Nasir Sahib.
2. Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya (MKA) Shimoga, under the auspices of the Ahmadiyya Muslim Jama'at, Karnataka, successfully hosted an Interfaith Ramadan Iftar Meet. The event was held at the Patrika Bhavana (Press Club), Shimoga, and brought together a diverse cross-section of society.

One Day Tarbiyati Conference

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Zone B Kulgam/ Anantnag

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Zone B, encompassing the districts of Kulgam and Anantnag in Jammu & Kashmir, successfully organized a Tarbiyati Conference aimed at spiritual rejuvenation and organizational excellence. The conference brought together local leadership and members in an environment focused on reflection, learning, and strengthening their responsibilities within the Jamaat.

انٹر فیتھ افطار پروگرامز

قادیان، پنجاب

شموگہ، کرناٹک

چینئی، تامل ناڈو

Volume 9 April 2026 CE Issue 4

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔“

(ستارہ قیصرہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۲۰-۱۲۱)

Published on 12th April 2026

Chairman & Editor: Niyaz Ahmad Naik
Manager: Mudassir Ahmad Ganai

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323Postal Registration No. GDP-046/2024-26

Email: mishkatqadian@gmail.com
PH: +91-1872-220139